جلد ۳ نومبر ۱۹۶۲ء شمارہ ۱۱

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نومبر ۱۹۶۲ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے ۔ فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۳ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۱

(۱۵ ر نومبر ۱۹۶۲ء)

اجتماعی ذکرِ الٰہی اور اُس کا پُر کیف ردِّ عمل

خشیت اللہ اور ازدیادِ ایمان کا رُوح پرور منظر!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ماموؔر من اللہ پر سچے دل سے ایمان لانیوالوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اُن کا ایک بنیادی وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ جب بھی اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اُس کی آیات بیان کی جاتی ہیں تو اُن کے دل گداز ہو کر خشیت اللہ سے معمور ہو جاتے ہیں اور اُن کا ایمان پہلے کی نسبت اَور بڑھ جاتا ہے۔ اور اس طرح ایمان کے بار بار تازہ ہونے اور ایک نئی پختگی سے ہمکنار ہونے کے باعث وہ رُوحانی لحاظ سے ترقی کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات کے مستحق بن کر حقیقی فوز و فلاح کے وارث بن جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(الانفال آیات ۳ تا ۵)

سچے دل سے ایمان لانیوالے وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خشیت سے بھر جاتے ہیں اور جب اُنکے سامنے اسکی آیات پڑھی جاتی ہیں تو انکا ایمان اَور بھی بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں نیز سچے مومن وہ ہیں جو نمازوں کو التزام کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے رب کے پاس ان کے لئے بڑے بڑے مدارج، بخشش کا سامان، اور معزز رزق ہے۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ذکرِ الٰہی پر دلوں کے خشیت اللہ سے بھر جانے اور آیات کے ذکر پر ایمان کے زیادہ پختہ ہونے اور بڑھ جانے کو سچے مومنوں کا ایک لازمی وصف قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لوگ ہوتے ہیں جو نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور اپنے اموال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا اور خدا پر توکل کرنا ان کا شعار ہوتا ہے۔ ایسے مومنوں کے لئے اس نے تین قسم کے انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ اوّل یہ کہ خدا انہیں بڑے بڑے مدارج عطا فرمائے گا۔ دوسرے یہ کہ خدا اُن کے سب گناہ معاف کرکے انہیں اپنی خاص بخشش سے نوازے گا اور تیسرے یہ کہ خدا اُن کو عزت اور تکریم والا رزق دے گا۔ مومنوں کے اِس بنیادی وصف کے پیشِ نظر یہ ضروری ہے کہ ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ آیات کے ایسے مواقع بکثرت اور بار بار پیدا ہوتے رہیں تا مومنوں میں خشیت اللہ پیدا ہو اور وہ ایمان میں ترقی کرتے چلے جائیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ماتحت مذکورہ بالا سہ گونہ انعامات کے مستحق بنیں۔ چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے سنّت ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ آیات کے روزمرّہ پیش آنے والے مواقع کے علاوہ زیادہ وسیع تر بنیادوں پر اسی نوعیت کے بعض غیر معمولی مواقع بھی پیدا کرتا ہے تاکہ سچے دل سے ایمان لانے والوں کے لئے ترقی کا راستہ ہمیشہ کھلا رہے اور اس طرح وہ غیر معمولی افضال و انعامات کے مستحق بنیں۔ چنانچہ اسی نوعیت کے ایک غیر معمولی موقع کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۱۲۴)

یاد رکھو کہ جو لوگ مومن ہیں اُن کے ایمان کو اس نے بڑھا دیا ہے اور اپنے ازدیادِ ایمان پر وہ خوش ہو رہے ہیں۔

ایسے ہی خاص مواقع میں سے ہمارا (یعنی انصار اللہ کا) آٹھواں سالانہ اجتماع بھی تھا جو ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۶ر اکتوبر سے ۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۲ء تک اپنی روایتی شان اور پوری آب و تاب کے ساتھ منعقد ہوا۔ یہ انصار اللہ کا ہی اجتماع نہ تھا بلکہ اُن کے ساتھ ساتھ ذکرِ الٰہی، تلاوتِ آیات، توکّل علی اللہ، اقامۃ الصلوٰۃ، اور انفاق فی سبیل اللہ کا بھی اجتماع تھا۔ ملک کے کونے کونے سے آنے والے انصار اللہ کے ایک جگہ جمع ہونے سے اُن کے یہ سب اوصاف ایک ہی نقطہ پر مجتمع اور مرکوز ہو گئے تھے اور اُن کے اِس طرح مرکوز ہونے کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ بیک وقت ہزاروں قلوب گداز ہو کر خشیتِ الٰہی سے لبریز ہو گئے اور ہر دل ازدیادِ ایمان سے بہرہ ور ہو کر سکینت و اطمینان کی دولت سے مالا مال نظر آنے لگا۔ قلوب کو ایک نئی پاکیزگی اور رُوحوں کو ایک نئی جِلا اور روشنی میسّر آئی اور یوں معلوم ہونے لگا کہ ہم ایک نئے آسمان کے نیچے ایک نئی زمین پر زندگی بسر کر رہے ہیں جہاں آسمانی فیوض و برکات کا پیہم نزول آسمان و زمین کے درمیان ایک نہ ٹوٹنے والے رشتۂ اتصال کا کام دے رہا ہے۔ اور اِس نئی زمین پر بسنے والے مسیحِ محمدی کے یہ پیرو جنہیں اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مقدس زمرہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہے ظلّی طور پر اپنے رنگ میں تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح آیت ۳۰) کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔

امسال اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی جُداگانہ شان کا حامل تھا کہ یہ اپنی بعض امتیازی خصوصیات کے باعث گزشتہ اجتماعوں پر ایک گونہ سبقت لے گیا۔ مجموعی طور پر آٹھ اجلاس منعقد ہوئے اور آٹھوں ہی روحانی کیف و سرور سے نہ صرف بھرپور تھے بلکہ ہر ایک اجلاس کے بعد دوسرے اجلاس کے دَوران اِس کیف و سرور میں درجہ بدرجہ اضافہ ہی ہوتا چلا گیا حتّٰی کہ اجتماع کے اختتامی اجلاس میں اس نے انتہائی نقطۂ عروج پر پہنچ کر جملہ حاضرین پر ایک گونہ وارفتگی اور بیخودی کا عالم طاری کر دیا اور انہیں یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ رُوحانی بلندیوں کی پاکیزہ فضا میں پرواز کر رہے ہیں۔ ہر اجلاس شرابِ معرفت کے ایک کیف آور جُرعہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہر جرعہ کے بعد دوسرا جرعہ کیف و سرور کو بڑھاتا چلا گیا یہاں تک کہ آٹھویں اور آخری جرعہ نے رُوحانی کیف و سرور سے پوری طرح سرشار کر کے انہیں ایک اَور ہی عالم میں پہنچا دیا اور وہ وجد کی حالت میں میٹھے علوم و معارف کے سرمدی نغموں پر جھُوم جھُوم کر سر دُھنتے رہے۔

اللہ! اللہ! کتنا مبارک اور کتنا ایمان افروز تھا اجتماع کا آغاز جبکہ ۲۶ اکتوبر کو تین بجے سہ پہر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زیرِ ہدایت حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب مدظلہ العالی نے مقامِ اجتماع میں تشریف لا کر ایک رُوح پرور اور بصیرت افروز خطاب اور ایک پُرسوز اجتماعی دُعا سے اس کا افتتاح فرمایا۔ حقائق و معارف کی بہتات، نیز فرائضِ منصبی کی بجا آوری سے متعلق بیش بہا نصائح اور تفصیلی ہدایات، اس پر حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کے خطاب کا پُردرد و پُرشکوہ انداز ــــ بھلا سامعین پر محویت کا عالم کیوں طاری نہ ہو جاتا! جو کچھ بیان فرمایا اثر و جذب کی فراوانی کے باعث ذہن نشین ہو کر دلوں میں اُترتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک کیف آور انبساط رگ و پے میں سرایت کرتا گیا۔ فرطِ انبساط اور روحانی کیف کے اِسی عالم میں اجتماعی دُعا ہوئی۔ بہت رقّت آمیز اور پُرسوز دُعا۔ بارگاہِ الٰہی میں رُوحوں کے سجدہ ریز ہونے سے دلوں کی مَیل کٹ گئی، کثافتیں دُور ہونے سے سینے دُھل کر صاف ہو گئے۔ اس کے بعد قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پُرمعارف درسوں، نمازِ تہجّد میں عجز و نیاز کی نہایت مبارک ساعتوں اور دلوں کو گرما دینے والے دینی تذکروں کا شب و روز جاری رہنے والا سلسلہ تزکیۂ نفوس و تطہیرِ قلوب کی اِس کیفیت کو فزوں تر کرتا چلا گیا اور رُوحانی کیف و سرور بڑھتا ہوا رہا یہاں تک کہ آخری اجلاس میں اپنے نقطۂ عروج کو جا پہنچا۔

---

۲۷ اکتوبر کو اجتماع کے چوتھے اجلاس میں ایک خاص وقت ایسا بھی آیا کہ جس نے ہزاروں قلوب کو حد درجہ گداز کر کے انہیں پگھلا کر رکھ دیا اور سامعین سراپا درد بن کر آستانۂ الوہیت پر اِس طرح جُھکے کہ جس کی یاد کبھی فراموش

نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے "سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی موجودہ علالت اور تحریکِ دُعا" کے موضوع پر احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے حضور کی علالت، مختلف علاج، اور ان کی نوعیت، صحت کی موجودہ حالت، اور فزیوتھیراپی کی مشقوں سے خفیف سے افاقہ کی کیفیت کا ذکر کرنے کے بعد ان پُر درد الفاظ میں دُعا کی پُرزور تحریک فرمائی:۔

"اس نازک وقت میں ہمارا فرض ہے کہ ہماری ہر گھڑی، ہمارا ہر سانس اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں لگا رہے تا ہمارا آقا و خدا اس امتحان کے دَور کو جلد از جلد دُور فرمائے۔ پس میرے بزرگو! اور میرے بھائیو! آؤ ہم سب مل کر اپنے محسن امام کی کامل و عاجل شفایابی اور کام کرنے والی لمبی زندگی کے لئے دعائیں کریں اور اپنی ان دعاؤں میں کبھی بھی کمی نہ آنے دیں کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کونسی مبارک گھڑی ہوگی جب ہمارا آسمانی آقا ہماری گریہ وزاری کو دیکھ کر پھر آسمان سے زمین پر اتر آئے گا اور پھر اپنے بندے مسیح موعود علیہ السلام کے "فرزند دلبند گرامی ارجمند" المصلح الموعود کو شفا عطا فرما کر اس کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کو شاندار فتح عطا فرمائے گا۔

اے ہمارے خدا! اے ہمارے رحیم و کریم آسمانی آقا! تو ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما، ہماری سُستیوں پر پردہ پوشی فرما، اور خود ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور فرما کر ہماری عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرما اور ہمارے امام کو کامل شفا عطا فرما اور ان کو کام والی لمبی زندگی عطا فرما اور اس میں بے حد برکت ڈال دے اور ان کو پھر پہلے کی طرح توفیق عطا فرما کہ وہ تیرے دینِ اسلام کی اشاعت میں اپنا سب کچھ صرف کریں۔

اے ہمارے مشفق آسمانی آقا! تو ہماری دُعاؤں کو قبول فرما اور ہمیں اپنے در سے خالی نہ بھیج۔ ہم تیرے در کے بھکاری ہیں۔ تو ہمارے سوال کو ردّ نہ فرما۔ اے ہمارے شافی خدا! تو اپنے دستِ شفا سے ہمارے امام کو جلد سے جلد کامل شفا عطا فرما کہ ہماری تمام دنیوی کوششیں اور علاج ہیچ ہیں سوائے اس کے کہ تیرا فضل ان کے ساتھ شامل ہو۔ آمین۔ اللّٰھم آمین۔"

اس تحریک کے ایک ایک فقرہ ہی نہیں بلکہ ایک ایک لفظ پر سامعین میں سے ہر ایک کے وجود میں برقی رَو دَوڑتی چلی گئی اور چشم زدن میں ہر ایک کی ایسی کایا پلٹ گئی کہ وہ سراپا درد بن کر بے اختیار آستانہ الوہیت پر سجدہ ریز ہو گیا۔ رقت، سوز و گداز اور خشوع و خضوع کے اسی عالم میں جب حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے اجتماعی دعا ہوئی اور ہزاروں رُوحیں تذلّل و نیستی کا جامہ پہن کر شافی مطلق کے حضور میں کمال درجہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ جھکیں تو چشمِ فلک نے آہ و زاری، تضرع و ابتہال اور بصد عجز و منت عرضِ حال کا ایک ایسا منظر دیکھا جو خود فرمانِ الٰہی

کے بموجب اس کے بے انداز رحم اور فضل کو جوش میں لانے کا موجب ہوا کرتا ہے اور وہ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْد خدا مائل بہ رحمت ہو کر اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازتا اور ان کی مرادیں انہیں عطا فرما دیتا ہے۔ یہ ایک مبارک ساعت تھی کہ جس نے ہر دل کو اس یقین سے لبریز کر دیا تھا کہ اس وقت آسمان پر قبولیت کے دروازے کھلے ہیں جو مانگنا ہے اپنے رحیم و کریم خدا سے مانگ لو۔ ایسی درد انگیز اور پُر تاثیر دعا کا موقع میسر آجانا بجائے خود اُس ہمہ رحم و ہمہ کرم ہستی کے فضلِ بے پایاں پر دلالت کرتا ہے۔ جب تک اُس کا فضل شاملِ حال نہ ہو دعا کا ایسا انمول موقع میسر نہیں آسکتا۔ خوش نصیب ہیں اجتماع پر آنے والے انصار و خدام جنہیں رحمتِ خداوندی اپنے اس فضل سے نوازنے کے لئے یہاں کھینچ لائی اور انہوں نے وہ کچھ پایا جسے پانا اور حاصل کرنا اُن کے اپنے بس میں ہرگز نہ تھا۔ وہ اگر نہ آتے تو یہ دولت نہ کماتے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

اس درد انگیز دعا کے کچھ دیر بعد جس کے نتیجہ میں انصار اللہ تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال ہو کر صدق و صفا اور محبت و وفا کے نئے سانچوں میں ڈھل کر ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہو چکے تھے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے یہ خوشخبری سُنائی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت امسال بھی اجتماع کے نمائندہ وفد کو ملاقات کے غیر معمولی شرف سے نوازنا منظور فرمایا ہے۔ اس اعلان کا ہونا تھا کہ سب کے چہروں پر خوشی کی ایک لہر دَوڑ گئی اور یہ تمنا دلوں میں چٹکیاں لینے لگی کہ اے کاش اس نمائندہ وفد میں شمولیت کی سعادت ہمارے حصہ میں بھی آجائے۔ کوئی ایک فرد بھی تو نہ تھا جو اس دلی تمنا کی وجہ سے صورتِ سوال بنا زبانِ حال سے عرضِ حال کرتا ہوا نظر نہ آتا ہو۔ عشق و محبت میں سرشار ہر شخص کی سیمابی کیفیت اس کے دلی جذبات کی آئینہ دار تھی۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے امرائے ضلع کے مشورہ سے بالآخر تیس انصار کا ایک نمائندہ وفد ترتیب دیا اور مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد قائد عمومی کو اس میں مجلسِ مرکزیہ کے نمائندے کی حیثیت سے شامل فرمایا۔ یہ سب خوش نصیب انصار مکرم قائد صاحب عمومی کی زیرِ قیادت فرطِ انبساط میں اس طرح تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے مقامِ اجتماع سے روانہ ہوئے جس طرح سدھے ہوئے پرندے اپنے مالک کی آواز پر دیوانہ وار دَوڑ کر اسکے پاس جا پہنچتے ہیں۔ قصرِ خلافت میں حضور ایدہ اللہ نے نمائندہ وفد کو شرفِ مصافحہ و ملاقات سے نواز کر پورے اجتماع کو برکت بخشی۔ وفد کے اراکین ملاقات کا خصوصی شرف حاصل کرنے کے بعد خوشی خوشی پھر اجتماع میں آشامل ہوئے۔ ان کی خوش نصیبی (ہر چند کہ اجتماع میں موجود سارے ہی انصار اس میں شریک تھے) دوسروں کے لئے قابلِ رشک تھی، اور ہونی بھی چاہیئے تھی۔ حضور سے ملاقات کا شرف اور وہ بھی پورے اجتماع کی طرف سے نمائندہ حیثیت میں یقیناً ایک سعادت ہے اور سعادت بھی ایسی کہ ع

ایں سعادت بزورِ بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اجتماع کے آخری روز روحانی کیف و سرور کی یہ کیفیت اپنی انتہا کو جا پہنچی اُس روز قرآن مجید، احادیثِ نبویؐ اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے پُرمعارف درسوں کے بعد سلسلہ وار چار تقاریر میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے مختلف پہلو ایک خاص ترتیب سے پیش کئے گئے اور اس طرح موجودہ زمانہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کو بڑی عمدگی سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ اجمال کے باوجود اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے متعلق مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمسؔ نے قرآن مجید کی پیشگوئیاں بیان کیں۔ مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے احادیث کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی، مکرم بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے نے اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پیش کر کے ان کی لطیف تشریح بیان کی۔ اور آخر میں مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے موجودہ زمانہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعود کے ذریعے اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام کی عظیم الشان مساعی اور ان کے نہایت درجہ خوش کُن اثرات کی روشنی میں واضح کیا کہ کس طرح یہ سب پیشگوئیاں اس زمانہ میں کامل آب و تاب کے ساتھ پوری ہو کر ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ چاروں تقریریں ایک ہی زنجیر کی باہم متصل و مربوط کڑیوں کی حیثیت رکھتی تھیں اور اپنے نہایت درجہ ٹھوس مواد، سلسلہ وار ترتیب اور اسلوبِ بیان کے لحاظ سے بہت مؤثر اور ایمان افروز تھیں۔ احباب ان سے بے حد محظوظ ہوئے اور خدائی پیشگوئیوں کے عظیم الشان ظہور اور ان کے اذکارِ مقدس پر فرطِ انبساط سے جھوم اٹھے۔

ان تقاریر کے بعد جبکہ روحانی کیف و سرور اور فرطِ انبساط سے لوگوں پر اہتزاز کی کیفیت طاری تھی محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے مخصوص ولولہ انگیز انداز میں انصار کو اپنے اختتامی خطاب سے نوازا جس میں آپ نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف پھیلائی جانیوالی غلط فہمیوں کے ازالہ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے بموجب دنیا میں ایک ہولناک تباہی کے آثار رونما ہونے کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں حقیقی امن کے قیام کو ہمارے ساتھ وابستہ فرمایا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ایشیا، یورپ و امریکہ اور جزائر میں پہنچیں اور وہاں رہنے والوں کو اسلام کی اُس لازوال و بے مثال تعلیم سے روشناس کرائیں جو دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن کے قیام کی ضامن ہے آپ کی نہایت درجہ ایمان افروز اور ولولہ انگیز تقریر لہروں کے اتار چڑھاؤ کی طرح لحظہ بلحظہ ہر خفیف سے وقتی اتار کے بعد اوپر ہی اوپر چڑھتی اور بلند ہوتی جا رہی تھی۔ تقریر کے اِس اچھوتے، دلکش اور مسحور کن انداز نے سامعین کو جو فرطِ انبساط سے پہلے ہی جھوم رہے تھے روحانی فضاؤں کی بلندیوں میں پہنچا کر انہیں ایک ایسے عالم میں محوِ پرواز کر دیا کہ جہاں سُرور ہی سُرور تھا اور ہر طرف نُور ہی نُور۔ جب ہر وقتی اتار کے بعد آپ کی تقریر میں چڑھاؤ کی کیفیت آتی تھی تو لوگوں کے قلوب، ان قلوب میں بسنے والے خدمتِ دین کے عزائم اور ان عزائم کو عملی جامہ پہنانے والے حوصلے بھی ساتھ ہی بلند ہو جاتے

تھے اور وہ اس انداز سے بلند ہوتے تھے کہ تقریر کے اختیاری اور وقتی اتار کے ساتھ ان میں اتار کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ تقریر کیا تھی ایک نغمۂ جانفزا تھی جس کی دلکشی بڑھتی ہی جارہی تھی اور دل و دماغ پر محیط ہوکر ہر ذرۂ وجود کو متأثر کر رہی تھی۔

اِس ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطاب کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے بتایا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اجتماع میں شریک جملہ انصار کو ایک خصوصی پیغام سے بھی نوازا ہے۔ حضور کا یہ پیغام دو طرح سے موصول ہوا ہے ایک تو حضور کی اپنی دستخطی تحریر کی شکل میں اور ایک ٹیپ ریکارڈ پر خود حضور کی اپنی آواز میں۔ پہلے حضور کا پیغام پڑھ کر سنایا جائے گا اور اس کے بعد پھر یہی پیغام آپ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ خود حضور کی آواز میں بھی سُننے کی سعادت حاصل کریں گے تاکہ آپ جب یہاں سے رخصت ہوں تو اس حال میں رخصت ہوں کہ حضور کی آواز آپ کے کانوں اور دل و دماغ میں گونج رہی ہو۔

اِس اعلان کا ہونا تھا کہ اجتماع میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک خوشی اور مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی اور مقامِ اجتماع "سبحان اللہ" اور "الحمد للہ" کی دھیمی لیکن بے ساختہ آوازوں سے یک دم گونج اٹھا اور احباب کیا انصار اور کیا خدام سب ہی انبساط و اضطراب کی ملی جلی کیفیت میں سراپا شوق و انتظار بن کر اس طرح سنبھل کر بیٹھ گئے کہ گویا نہایت بیتابی سے گوش بر آواز ہیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے پہلے حضور کا رقم فرمودہ پیغام جس میں حضور نے تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرما کر احباب کو اشاعتِ اسلام کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرنے کی تلقین فرمائی تھی نہایت پُرشکوہ آواز میں پڑھ کر سُنایا اور پھر یہی پیغام ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ حضور کی اپنی آواز میں سُنایا گیا حضور کا روح پرور پیغام اور وہ بھی حضور کی اپنی آواز میں بھلا شرفِ دیدار سے محروم عشاقِ وفا شعار پر وجد کی کیفیت کیوں نہ طاری ہوتی۔ وہ رقت، سوز و گداز اور ساتھ ہی فرطِ انبساط سے لبریز ہوکر جھوم اٹھے۔ وہ نمناک آنکھوں کے ساتھ زیرِ لب حضور ایدہ اللہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں کر رہے تھے اور ساتھ ہی حضور کا پیغام خود حضور کی آواز میں سننے کے غیر معمولی شرف پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجداتِ شکر بجا لا رہے تھے۔ اُس وقت ان پرسوز و گداز اور روحانی مسرت و انبساط کی جو کیفیت طاری تھی اسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ وہ ایک ایسی بابرکت گھڑی تھی اور انتشار روحانیت کا ایک ایسا مقدس لمحہ تھا کہ جس میں ہمہ وقت ذکر الٰہی اور تلاوتِ آیات کے سہ روزہ مشاغل کے زیر اثر روحوں میں بتدریج رونما ہونیوالی علو و ارتفاع کی کیفیت اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ گئی اور اجتماع میں شریک انصار اللہ کے قلوب نے خشیت اللہ سے معمور ہوکر انہیں ازدیادِ ایمان کی دولت سے مالا مال اور انتہائی طور پر فرخندہ حال بنا دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسی حال میں محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے ایک نہایت پُرسوز اجتماعی دعا کرائی اور انصار اللہ کا آٹھواں سالانہ اجتماع دعاؤں اور ذکرالٰہی کے روح پرور ماحول میں تین روز جاری رہنے اور دماغوں کو ایک نئی جلا اور روحوں کو ایک نئی روشنی عطا کرنے کے بعد اگلے سال پھر انعقاد پذیر ہونے کے لئے اختتام پذیر ہوگیا۔ خشیت اللہ سے معمور اور ازدیادِ ایمان کی دولت سے مالا مال انصار خدمتِ دین کا ایک نیا جوش، نیا ولولہ اور نئی تڑپ لیکر اور نئے ارادوں اور نئے عزائم کو اپنے سینوں میں بسا کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے خشیت اللہ اور ازدیادِ ایمان کی اِس کیفیت اور خدمتِ دین کے اِس نئے جوش نئے ولولے اور نئی تڑپ نیز نئے ارادوں اور نئے عزائم کو دوام بخش کر انصار اللہ کو اپنے ترقی پذیر اعمال سے اپنے انصار اللہ ہونے کا ثبوت دینے اور دیتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں اپنے اِس امتیاز کو نسلاً بعد نسلٍ برقرار رکھنے کی غیر معمولی سعادت سے نوازے اور اپنے اصحاب کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بوقت رخصت یہ نصیحت ہمیشہ اُن کے پیش نظر رہے اور اس پر کماحقہٗ عمل کرتے ہوئے وہ ہمیشہ آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں:۔

"ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقّت اور خدا کا خوف ہو اور جب تم پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ خدا کا خوف تمہیں ہر وقت رہنا چاہیئے۔"
(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء)

اے خدا! تو ہمیں حضور علیہ السلام کی اِس نصیحت پر عمل کرنے اور ہمیشہ ہی اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق سے نواز اور ہماری تھوڑی کوشش میں بھی ایسی برکت ڈال کہ ہمیں تیری جناب سے رُوح القدس کی تائید ہمیشہ حاصل رہے۔ اے غفور الرحیم اور اے ارحم الراحمین تو اپنے فضل سے ایسا ہی کر اور ہمیں ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلنے والا بنا۔ آمین اللّٰھم آمین +

اعمالِ صالحہ کی قوّت

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر اعمالِ صالحہ کی قوّت پیدا نہ ہو اور مسابقت علی الخیرات کے لئے جوش نہ ہو تو پھر ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور اپنی ہمّت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔"

(بحر العرفان صفحہ ۴۲، ۴۳)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خوف سے پگھل جاتے ہیں

انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے

اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا!

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف مواقع پر جماعت کو جو بیش بہا نصائح فرمائیں اور جو حضور کے خوش بخت وخوش نصیب اصحاب کی زندگیوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے کا موجب بنیں ان کے بعض حصے سابقہ اشاعتوں میں ہدیۂ قارئین کئے جا چکے ہیں۔ آج ہم حضور علیہ السلام کی وہ بیش بہا نصائح ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جو حضور نے حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ شہادت کے بعد جماعت کو فرمائیں۔ اثر وجذب میں ڈوبی ہوئی یہ نصائح بھی آب زر سے لکھے جانے اور حرز جان بنانے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان نصائح کی قدر وقیمت پہچاننے اور ان پر دل وجان سے عمل پیرا ہونے اور اس طرح اپنی زندگیوں میں عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔　　(ادارہ)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کیلئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جس کا تمام ہم وغم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔ اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد ولاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو، نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں

اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبّر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبّر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو، سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اِس چند روزہ دنیا میں اُن کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے، کیونکہ انسان کمزور ہے، ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ۔ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رُو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت! یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔۔۔۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دئیے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سُنو اور چُپ رہو، ماریں کھاؤ اور صبر کرو، اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے پس اپنے ہاتھ سے اس کو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار رہتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کو چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے پس، جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدّار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائے گا۔"

(تذکرۃ الشہادتین صـ۵)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی کلام

خَیْرُ الْوَرٰی

لَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى — رَيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْاَعْيَانِ

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الورٰی — برگزیدہ کرام اور چیدہ اعیان ہیں۔

تَمَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ — خُتِمَتْ بِهٖ نُعْمَاءُ كُلِّ زَمَانٍ

ہر قسم کی صفات آپ میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ — اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں۔

وَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِدَافَةٍ — وَبِهِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّةِ السُّلْطَانِ

اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وزیر ہیں — اور آپ کے ذریعہ ہی دربارِ خداوندی میں رسائی ہو سکتی ہے

هُوَ فَخْرُ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَمُقَدَّسٍ — وَبِهٖ يُبَاهِى الْعَسْكَرُ الرُّوْحَانِىْ

آپ ہر مطہر اور مقدس کا فخر ہیں۔ — اور روحانی لشکر کو آپ ہی کے وجود پر ناز ہے۔

هُوَ خَيْرُ كُلِّ مُقَرَّبٍ مُتَقَدِّمٍ — وَالْفَضْلُ بِالْخَيْرَاتِ لَا بِزَمَانٍ

آپ ہر پہلے مقرب سے افضل ہیں۔ — اور فضیلت کارہائے خیر پر موقوف ہے نہ زمانہ پر۔

وَالطَّلُّ قَدْ يَبْدُوْ اَمَامَ الْوَابِلِ — فَالطَّلُّ طَلٌّ لَيْسَ كَالتَّهْتَانِ

چنانچہ ہلکا مینہ ہمیشہ موسلا دھار بارش سے پہلے ہوتا ہے — لیکن ہلکے مینہ اور جھڑی میں بڑا فرق ہے۔

بَطَلٌ وَحِيْدٌ لَا تَطِيْشُ سِهَامُهٗ — ذُوْ مُصْمِيَاتٍ مُوْبِقُ الشَّيْطَانِ

آپ یگانہ پہلوان ہیں آپ کے تیر کبھی خطا نہیں ہوتے — آپ نشانہ رس تیروں کے مالک اور شیطان کو ہلاک کرنیوالے ہیں

هُوَ جَنَّةٌ اِنِّىْ اَرٰى اَثْمَارَهٗ — وَقُطُوْفُهٗ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِىْ

آپ باغ ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے پھل — اور خوشے میرے دل کے قریب کئے گئے ہیں۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی کلام

اسلام ہی سچّا مذہب ہے

چو اسلام دینے قوی و متیں ندیدم کہ بر منبعش آفریں

مَیں نے اسلام کے مانند قوی اور مضبوط دین اَور کوئی نہیں پایا - اس کے منبع پہ آفریں !

چناں دارد ایں دیں صفا بیش بیش کہ حاسد بہ بیند درو روئے خویش

یہ دین اس قدر اعلیٰ صفائی رکھتا ہے کہ حاسد کو اس میں اپنا بد صورت چہرہ نظر آجاتا ہے۔

نماید ازاں گونہ راہِ صفا کہ گردد بصدقش خرد رہنما

یہ دین اس طرح پاکیزگی کا رستہ دکھاتا ہے کہ عقل اس کے صدق پر گواہی دیتی ہے۔

ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد رہاند زہر نوعِ جہل و فساد

یہ سراسر حکمت، عقل اور انصاف سکھاتا ہے اور ہر قسم کی جہالت اور فساد سے بچاتا ہے۔

ندارد دگر مثلِ خود در بلاد خلافش طریقے کہ مثلش مباد

اِس جیسا مذہب دنیا میں اَور کوئی نہیں - اس کے مخالف جو بھی طریقہ ہے خدا کرے وہ نابود ہو جائے۔

اصولش کہ ہست آں مدارِ نجات چو خورشید تابد بصدق و ثبات

اِس کے اصول جو مدارِ نجات ہیں - وہ سچائی اور مضبوطی میں سورج کی طرح چمکتے ہیں۔

اصولِ دگر کیش ہا ہم عیاں نہ چیز یکہ پوشیدنش مے تواں

دیگر مذاہب کے اصول بھی ظاہر ہیں ——— کوئی کوشش اُن کو چھپا نہیں سکتی۔

اگر نامسلماں خبر داشتے بجاں جنسِ اسلام نگذاشتے

اگر غیر مسلم عقل رکھتا تو جان دے دیتا مگر جنسِ اسلام کو نہ چھوڑتا ؀

(براہین احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۹۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا روح پرور پیغام

"تبلیغ کریں، تبلیغ کریں، تبلیغ کریں یہاں تک کہ اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے امسال انصار اللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر انصار اللہ کو جس روح پرور پیغام سے نوازا اور جسے ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ حضور کی آواز میں سن کر انصار اللہ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اس کا مکمل متن ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ حضور نے اس پیغام میں تبلیغِ اسلام کے انتہائی اہم اور بنیادی کام کی طرف دعوت دے کر فرمایا ہے کہ اب دیکھنا ہے کہ "مَن انصاری الی اللّٰہ"۔۔۔ انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ حضور کی اس آواز پر دیوانہ وار لبیک کہہ کر اپنے انصار اللہ ہونے کا ثبوت دیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم ٭ بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

انصار اللہ! السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ میں بیماری کی وجہ سے آپ کے جلسہ میں شرکت نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ کو آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تبلیغ کریں، تبلیغ کریں، تبلیغ کریں یہاں تک کہ حق آجائے

اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور اسلام ساری دُنیا میں پھیل جائے اور دُنیا میں صرف محمد رسول اللہؐ کی حکومت ہو۔ اِسی کام کی طرف مَیں آپ کو بُلاتا ہوں۔ اب دیکھنا ہے کہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ۔

تحریکِ جدید کے نئے سال کا بھی اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو قربانیوں کی توفیق دے۔ آمین اللّٰھم آمین

خاکسار

مرزا محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

اتّباعِ نبوی کی تلقین!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ۔ وہی حالت پیدا کرو۔ اور دیکھو اگر وہی حالت نہیں ہے تو تم طاغوت کے پَیرو ہو!"

(الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

انصار اللہ کا کام اور اُس کی بے اندازہ وسعت

افتتاحیہ خطاب برائے اجتماع انصار اللہ ۱۹۶۲ء

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو انصار اللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع کا افتتاح فرماتے ہوئے جو رُوح پرور اور بصیرت افروز خطاب فرمایا تھا وہ حقائق و معارف سے پُر ہونے کے علاوہ بیش بہا نصائح اور نہایت قیمتی ہدایات پر مشتمل ہے۔ ماہنامہ "انصار اللہ" حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کے اِس انتہائی اہم افتتاحیہ خطاب کا مکمل متن ذیل میں شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہے۔ جملہ مجالس اور انصار کو چاہیئے کہ وہ اِس کا بغور اور بار بار مطالعہ کریں اور اس میں بیان فرمودہ ایک ایک نصیحت اور ہدایت پر پُورے تعہّد اور عزم کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن نصائح اور ہدایات پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونے کی سعادت بخشے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

گزشتہ سال کی طرح اِس سال پھر مجھے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے افتتاحیہ خطاب کے لئے ارشاد ہوا ہے۔ پس سب سے پہلے تو مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ مَیں اپنے بھائیوں کے کانوں میں مفید اور نیک باتیں ڈال سکوں۔ پھر آپ لوگوں کو بھی توفیق دے کہ اگر کوئی مفید اور نیک بات میرے مُنہ سے نکلے تو آپ کے دل و دماغ کی کھڑکیاں اسے قبول کرنے کے لئے کُھلی ہوں۔ وما توفیقنا الّا باللہ العظیم۔

انصار کا کام خُدا کے کام میں مدد دینا ہے

جیسا کہ انصار اللہ کے لفظ سے ظاہر ہے انصار اللہ کا کام دراصل خدا کے کاموں میں اُسے مدد دینا اور اس کی نصرت کرنا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام اتنا وسیع اور اتنا اہم ہے کہ جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ حساب۔ پس اِس میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ ہم حقیقی معنوں میں انصار اللہ تبھی بن سکتے ہیں کہ جب خدا کے عرش خود اِس کام میں

ہمارا ناصر بن جائے ۔ کام بہت وسیع ہے اور منزل بہت دُور ۔ پس خدا کی نصرت کے بغیر ہم کبھی بھی انصار اللہ والے فرائض ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ نحن انصار اللہ کا نعرہ لگانا آسان ہے مگر حقیقی معنوں میں انصار اللہ بننا مشکل ہے اور بہت مشکل اور بہت ہی مشکل ۔ اس کے لئے دن رات کا آرام تلخ کرنا پڑتا ہے اور جگر خون کی طرح بہانا پڑتا ہے ۔

خدا ہی کی کشتی اور خدا ہی کشتی بان

پس سب سے پہلے اپنے انصار بھائیوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس اہم اور نازک کام میں ہم سب کی نصرت فرمائے اور جو کشتی اس نے دنیا کے وسیع سمندر میں آگے دھکیلنے کے لئے ہمارے کمزور ہاتھوں کے سپرد کر رکھی ہے اُس کے چپّو خود اپنے ہاتھوں میں سنبھال لے ۔ جب ہمیں یہ خدائی نصرت حاصل ہو جائے گی تو کامیابی بھی یقینی ہو گی اور آپ لوگوں کو بھی یقیناً بے حساب ثواب حاصل ہو گا ۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ ثواب دراصل مفت کا ثواب ہو گا کیونکہ کشتی بھی خدا کی ہے اور کشتی کا چلانے والا بھی خدا کا ہاتھ ہو گا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ :-

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ

قضاء آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدائی کام میں مدد کے لئے اپنے حواریوں کو آواز دی تو ادب کے خیال سے یہ نہیں فرمایا کہ من انصار اللہ بلکہ عاجزی کے رنگ میں یہ الفاظ فرمائے کہ من انصاری الی اللہ یعنی اس خدائی کام میں میرا مددگار کون بنتا ہے ؟ پس حقیقتاً آپ لوگ اور ہم سب لوگ انصار اللہ نہیں بلکہ انصارِ احمد الی اللہ ہیں اور یہ سراسر خدا کی شفقت و رحمت ہے کہ اُس نے ہمیں خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے ۔

انسان کی پختگی کی عمر چالیس سال ہے

اللہ تعالیٰ کی حکیمانہ قدرت نے نبوت اور رسالت کی پختگی کے لئے چالیس سال کی عمر مقرر فرمائی ہے ۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ لمّا بلغ اشدّہ و بلغ اربعین سنۃ " یعنی جب موسیٰ اپنی پختگی کو پہنچ گیا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے رسالت اور نبوت کی خلعت سے نوازا " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی چالیس سال کی عمر میں ہی الٰہی بشارات سے حصّہ پایا ۔ بیشک حضرت عیسیٰؑ اس عمر سے پہلے ہی نبی بنا دئے گئے تھے مگر یہ خاص مصلحت کے ماتحت ایک استثنائی صورت تھی ۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اُن کے متعلق فرمایا ہے کہ یکلّم الناس فی المھد و کھلاً " یعنی مسیح ناصری نبوت کی پختگی کے

لحاظ سے گویا بچپن میں ہی لوگوں کو پیغامِ حق پہنچانے لگ گیا تھا اور پھر (صلیب کے واقعہ سے بچنے کے بعد) ادھیڑ عمر میں اُس کے لئے پیغامِ حق پہنچانے کا دوسرا زمانہ آیا۔"

پس اے میرے انصار بھائیو! آپ کی مجلس کی رکنیت کے لئے بھی اوّل عمر چالیس سال قرار دی گئی ہے جو رسالت کی پختگی کی عمر ہے۔ اس لئے یاد رکھو کہ اگر آپ نے اس عمر میں بھی غفلت اور سستی سے کام لیا تو خدا کے سامنے آپ کا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ خدا آپ لوگوں سے کہے گا کہ میں نے تمہیں نبوت والی پختگی کی عمر عطا کی مگر پھر بھی تم نے اپنی زندگی غفلت میں گذار دی۔ یقیناً یہ انصار اللہ کے لئے ایک بڑا تازیانہ ہے اگر وہ سمجھیں اور اے کاش وہ سمجھیں۔

تبلیغ اور تربیت کا بنیادی فریضہ

نبیوں کے ذریعے خدا تعالیٰ ہمیشہ دو بڑے کام لیا کرتا ہے جو گویا اُن کے فرائضِ منصبی کی جان ہوتے ہیں۔ یعنی ایک تبلیغ اور دوسرے تربیت۔ تبلیغ سے یہ مراد ہے کہ جو صداقت کسی مامور کے ذریعہ دنیا کو حاصل ہوتی ہے اسے اس کے ماننے والے دن رات کی والہانہ جدّوجہد سے دوسروں تک پہنچائیں اور نہ سُست ہوں اور نہ تھکیں اور نہ لیں جبتک کہ اس صداقت کو دنیا میں غالب نہ کر دیں۔

دوسرا بڑا کام جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کے ذریعے لیا کرتا ہے وہ تربیت کا کام ہے یعنی جو لوگ اس کی آواز کو قبول کر کے الٰہی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اُن کے اندر وہ اپنے فرستادہ کی قوت قدسیہ کے ذریعہ نیکی اور تقویٰ اور روحانیت اور اخلاقِ فاضلہ پیدا کر کے دنیا میں اصلاح کا کام کرتا ہے۔ یہ جماعت گویا ایک مقدس بیج بن جاتی ہے جس کے ذریعہ حق ترقی کرتا اور نیکی پھیلتی اور دنیا میں روحانیت کا انتشار ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس انصار اللہ کے بھی یہی دو بڑے کام ہیں اوّل تبلیغ اور دوسرے تربیت۔ یعنی دوسروں تک حق پہنچانا اور اپنے نفوس میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنا۔ جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک تمام الٰہی ماموروں کے ذریعے یہی سلسلہ چلتا چلا آیا ہے اور میں آپ لوگوں کو جن میں یہ خاکسار خود بھی شامل ہے ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ یوم حساب کے دن ہمارا خالق و مالک ہمیں اِسی معیار سے ناپے گا۔ پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ چوکس ہو جائیں اور ہوشیار ہو جائیں اور اپنے نفسوں کے محاسبہ میں لگ جائیں تاکہ قیامت کے دن ہمیں شرمندہ نہ ہونا پڑے اور ہماری وجہ سے ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ندامت نہ ہو کہ آپ کی جماعت نے آپ کے بعد کمزوری دکھائی ہے۔ بلکہ میں کہوں گا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ندامت نہ ہو کیونکہ آپ لوگ قرآنی پیشگوئی وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے ماتحت حضور ہی کی مقدس جماعت کی ایک شاخ ہیں۔ میرے دل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پڑھ کر ہمیشہ سخت ہیبت طاری ہو جایا کرتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اپنے بعض صحابہ کو دیکھوں گا کہ انہیں فرشتے دھکیل کر دوسری طرف لے جا رہے

ہوں گے۔ اس پر مَیں فکرمند ہو کر یہ کہتا ہُوا ان کی طرف لپکوں گا کہ اصحابی - اصحابی "یعنی یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ یہ تو میرے صحابہ ہیں"۔ فرشتے کہیں گے یا رسول اللہ آپ انہیں جانتے کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے دنیا میں کیا کیا۔ پس مقامِ خوف ہے اور سخت مقامِ خوف ہے۔

موجودہ فتنوں کے وقت میں انصار اللہ کی بھاری ذمہ داری

آج کل جماعت کے خلاف کئی قسم کے غلط اور بے بنیاد اعتراض کر کے فتنے پیدا کئے جا رہے ہیں اور غلط فہمیوں کا گویا ایک جال پھیلا دیا گیا ہے۔ انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ پُر امن تبلیغ اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعے لوگوں کو صحیح حالات بتائیں اور جماعتِ احمدیہ کے حقیقی عقائد اور نظریات سے آگاہ کریں تا کہ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوں اور حق کی شناخت میں کوئی روک نہ رہے۔ خدا تعالیٰ نے صداقت میں ایسی کشش رکھی ہے کہ اگر وہ صحیح رنگ میں محبت اور ہمدردی کے طریق پر لوگوں کے سامنے پیش کی جائے تو سوائے غفلت میں پڑے ہوئے انسانوں کے ہر شریف انسان اُس سے لازماً متاثر ہوتا ہے۔ پس آپ کو میری یہ دردمندانہ نصیحت ہے کہ ایک طرف تو آپ پُر امن طریق پر حق کی تبلیغ کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اور دوسری طرف اپنا اخلاقی اور روحانی نمونہ ایسا بنائیں کہ لوگ آپ کا نمونہ دیکھ کر خود بخود آپ کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ آپ کے چہروں پر اخلاقِ حسنہ کی روشنی اور روحانیت کا نور نظر آنا چاہیئے جس کے نتیجے میں ایک پاکباز انسان مقناطیس بن جاتا ہے اور خدا کی طرف سے اُسے ایک زبردست کشش عطا ہوتی ہے۔ پس دوستوں میں پھر یہی کہوں گا کہ تبلیغ اور تربیت کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دو کہ اسی میں ہماری کامیابی کی کلید ہے۔

انصار کی نرسری

مَیں نے اس سال خدام الاحمدیہ کے افتتاحیہ خطاب میں بیان کیا تھا کہ دراصل جماعت کے یہ تینوں نظام یعنی اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ ایک دوسرے کے ساتھ گہرے طور پر مربوط ہیں اور ان میں تاثیر و تأثّر کا مضبوط رابطہ قائم رہنا چاہیئے۔ اچھا باغبان اپنے باغ کی تیاری کے لئے پہلے ایک نرسری یعنی علیحدہ پلاٹ میں چھوٹے چھوٹے پودے لگاتا ہے۔ پھر جب وہ ذرا بڑے اور کسی قدر مضبوط ہو جاتے ہیں تو ان کو مستقل باغ میں منتقل کر دیتا ہے پس اطفال الاحمدیہ دراصل خدام الاحمدیہ کے لئے ایک نرسری کے طور پر ہیں۔ اور اسی طرح خدام الاحمدیہ انصار اللہ کیلئے ایک نرسری کے طور پر ہیں۔ یہ نرسری پرورش پانے اور مضبوط ہونے پر لازماً اپنے مستقل باغ کی طرف منتقل ہو گی لیکن خدام الاحمدیہ کی نظر ہر وقت اطفال الاحمدیہ کی طرف رہنی چاہیئے اور انصار اللہ کو ہمیشہ خدام الاحمدیہ پر نظر رکھنی چاہیئے تا کہ یہ پودے اپنی مقررہ عمر کو پہنچ کر دوسرے باغ کی طرف بہترین صورت میں منتقل ہوں۔ ایک اچھا باغ پیدا کرنے کے لئے یہ انتظام

ازبس ضروری ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دُور بین نظر سے تو اس اصول کے ماتحت یہاں تک ہدایت فرمائی ہے کہ ایک بچّے کے پیدا ہوتے ہی اُس کی تربیت کا خیال رکھنا شروع کردو۔ چنانچہ بچّے کی پیدائش پر اُس کے کانوں میں اذان اور اقامت کی آواز کا پہنچانا اِسی حکیمانہ اصول کے ماتحت ہے۔

انصار اللہ جماعت احمدیّہ کی ریڑھ کی ہڈی ہیں

انصار اللہ کا نظام دراصل جماعت احمدیّہ کے لئے ریڑھ کی ہڈی کے طور پر ہے کیونکہ بالغ افراد کی تعداد کے لحاظ سے غالباً جماعت میں انصار اللہ ہی کی اکثریت ہے اور جماعت کے عہدیدار بھی زیادہ تر انصار اللہ سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور جماعتی امراء بھی عموماً اِسی طبقہ میں سے لئے جاتے ہیں۔ اور پھر یہ لوگ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ کے اصول کے ماتحت پختگی والے لوگ ہیں جن کے متعلق اُمید کی جاتی ہے (واللہ اعلم) کہ اُن میں کوئی کچی یا پِلپلی اینٹ نہیں ہوگی۔ پس انصار اللہ پر جماعت کے مجموعی کاموں کی ذمہ داری بہت بھاری ہے اتنی بھاری کہ اُسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ درحقیقت یہی لوگ خلیفۂ وقت اور مرکزی کارکنوں کے بعد جماعتی کاموں کے اصل ذمہ دار ہیں۔ پس انہیں اپنی ذمہ داری کو بصورت احسن سمجھنا اور ادا کرنا چاہیئے اور ساری جماعت کے لئے پاک نمونہ بننا چاہیئے۔

اِس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا باقی ماندہ حصّہ بھی انصار اللہ ہی میں شامل ہے اور یہ وہ حصّہ ہے جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اِلّا ماشاء اللہ وہ ایسے آسمانی نجوم یعنی ستارے ہیں جن سے جماعت اپنے اندھیرے کے وقتوں میں روشنی اور ہدایت حاصل کر سکتی ہے۔ غالباً انصار اللہ نے صحابہ کی جماعت کی فہرست مرتب کرنے اور اُن کے حالات مکمّل کرنے کا کام شروع کر رکھا ہوگا۔ میری نصیحت ہے کہ اِس کام کو زیادہ تیزی اور زیادہ توجہ کے ساتھ انجام تک پہنچایا جائے تاکہ اِس پاک گروہ کے حالات جلد تر ضبط میں آکر دوسرے حصّۂ جماعت کے لئے نور اور ہدایت کا موجب ہوں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ گو اِس زمانہ میں صحابی کی نرم قسم کی تعریف یہی ہے کہ ہر وہ شخص جس نے احمدی ہونے کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہو یا آپ کا کلام سُنا ہو اور اُسے آپ کا دیکھنا یا آپ کا کلام سُننا یاد ہو وہ صحابی ہے۔ مگر صحابی کی اصل اور حقیقی تعریف یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے پوری ہوش اور سمجھ کے زمانے میں احمدی ہونے کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہو یا آپ کا کلام سُنا ہو اور آپ کی ایسی صحبت اٹھائی ہو کہ اُس کی وجہ سے آپ کے نور کا وارث بن گیا ہو اور آپ کے خداداد مشن میں مددگار رہا ہو۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے لوگ اب کم ہیں بہت کم لیکن جو بھی ہیں اُن کے حالات جلد تر مع ضروری کوائف کے ضبط میں آجانے چاہئیں۔ بلکہ نرم تعریف کے لحاظ سے بھی جو لوگ صحابی ثابت ہوں اُن کے حالات بھی ضبط میں آجانے ضروری ہیں کیونکہ بہرحال انہوں نے بھی مسیحِ محمدی کی برکتوں سے حصّہ پایا ہے۔

انصار اللہ جماعتی میوزیم کے قیام میں مدد دیں

دوستوں کو معلوم ہوگا کہ حال ہی میں نگران بورڈ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبرکات کی فہرست مرتب کرنے اور اُن کے حالات ضبط میں لانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ اگر انصار اللہ کے ممبر اس مبارک کام میں مدد دے سکیں تو اُن کے لئے بڑے ثواب کا موجب ہوگا اور جماعت کے تاریخی میوزیم کے قائم کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ زمانے کے بُعد کی وجہ سے تبرکات کے ضائع چلے جانے کا خطرہ بڑھ رہا ہے اور دوسری طرف اُن کے متعلق تصدیق حاصل کرنے کی مشکلات بھی زیادہ ہو رہی ہیں پس اگر انصار اللہ اس کام میں مقررہ کمیٹی کی مدد فرما سکیں تو بڑے ثواب اور شکریہ کا موجب ہوگا۔ تبرکات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پارچات نمبر اوّل پر ہیں کیونکہ خدائی الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" میں اس کا خاص طور پر ذکر آتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور اشتہارات کے مسوّدات اور حضور کے خطوط وغیرہ سب تبرکات میں شامل ہیں۔ یہ تبرکات صرف شہروں تک ہی محدود نہیں بلکہ دیہات میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور انصار اللہ کو اپنے اپنے حلقہ میں اس کے متعلق ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ اور پھر مقررہ فارم کے مطابق کمیٹی کے سیکرٹری ملک سیف الرحمٰن صاحب کو معیّن اور مفصّل اطلاع بھجوا دینی چاہیئے لیکن یہ احتیاط ضروری ہوگی کہ جو بھی اطلاع دی جائے وہ صحیح اور مستند ہو۔

اسلامی پردے کو قائم کرنے میں انصار اللہ کی ذمہ داری

غالباً میں نے گزشتہ سال بھی انصار اللہ کے اجتماع کے افتتاح کے موقعہ پر اسلامی پردے کے متعلق انصار اللہ کو توجہ دلائی تھی۔ آجکل چونکہ غیر از جماعت لوگوں میں پردہ اُٹھتا چلا جا رہا ہے اس لئے ان کی اندھی تقلید میں ماحول کے اثر کے ماتحت بعض کمزور طبیعت کی احمدی لڑکیاں اور لڑکے بھی اس معاملہ میں کمزوری دکھانے لگے ہیں۔ حالانکہ خدا کے فضل سے احمدیت کی تو وہ شان ہے جس کے مقدس بانی کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ یُحیی الدِّین و یُقیمُ الشّریعۃَ" یعنی وہ دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا" پھر یہ کتنے افسوس کی بات اور غیرت کا مقام ہے کہ بعض احمدی نوجوان اس معاملے میں دوسروں کی دیکھا دیکھی کمزوری دکھانے لگے ہیں۔ نقالی بدترین قسم کی غلامی ہوتی ہے جس کے متعلق قرآن مجید نے قردۃً خاسئین کی مثال بیان فرمائی ہے۔ اس لئے ہمارے نوجوانوں کو نقالی سے قطعی طور پر پرہیز کرنا چاہیئے اور غیر اسلامی ماحول کے پیچھے لگنے کی بجائے خود اپنا نیک ماحول پیدا کرنا چاہیئے۔ پردہ اسلامی تعلیم کا ایسا ضروری حصہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں شدّومد کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ عورتیں گھروں کی چار دیواری میں قید ہو کر رہ جائیں اور ترقی کے مواقع سے محروم رہیں۔ مگر وہ یہ ضرور کہتا ہے کہ ایک طرف تو مرد و عورت دونوں غضِّ بصر سے

کام لیں جو پاکیزگی کی رُوح ہے اور دوسری طرف عورتیں غیر محرم مَردوں سے اپنے جسم اور لباس کی زینت کو چھپائیں۔ کیا احمدی نوجوان خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ یہ طاقت نہیں رکھتے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق پاک رستہ پر گامزن ہو کر دنیا کے لئے اچھا نمونہ قائم کریں ؟۔ اور یقیناً اس معاملہ میں انصار اللہ کی خصوصی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ جماعت کے سینئر رکن ہیں ۔ انہیں نہ صرف خود غیر اسلامی طریق سے بچنا چاہیئے بلکہ اپنے بچوں اور عزیزوں کو بھی بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے ۔

اِسی طرح آجکل فیشن پرستی کی وبا بھی دنیا میں بڑھتی اور پھیلتی جا رہی ہے جو فضول خرچی کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے اخلاق کو بگاڑ کر کئی قسم کی خرابیوں کا بیج بو رہی ہے ۔ اس معاملہ میں بھی انصار اللہ اپنی صحت مندانہ نگرانی اور مربیانہ طریق سے بہت اچھا اثر پیدا کر سکتے ہیں اور انہیں ضرور اس طرف توجہ دینی چاہیئے ۔

بھوک ہڑتال کی وباء

اِسی طرح آجکل ملک میں بھوک ہڑتال کی بھی ایک غیر اسلامی رَو چل پڑی ہے جو ایک متعدّی مرض کی طرح پھیلتی جا رہی ہے ۔ چند دن ہوئے مَیں نے اس کے متعلق الفضل میں ایک مختصر سا مضمون لکھا تھا جس میں مَیں نے بتایا تھا کہ بھوک ہڑتال یا تو خودکشی کا اقدام ہے یا وہ محض دکھاوا اور نمائش ہے ۔ اور دونوں صورتوں میں وہ ناجائز اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے نفس کو قتل کرنیوالا جہنّم کا رستہ اختیار کرتا ہے اور آپ نے ایسے شخص کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جو خود اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے ۔ اور اگر بھوک ہڑتال کرنیوالے کی نیت جان دینے کی نہیں بلکہ محض نمائش اور دکھاوا ہے تو پھر یہ بھی ایک بدترین خُلق ہے جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا ۔ پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ محبت اور نصیحت کے رنگ میں ملک کے اندر اس غیر اسلامی رجحان کے استیصال کی کوشش کریں ۔ دراصل یہ مرض مسلمانوں میں گاندھی جی کی اتباع سے آیا ہے حالانکہ مسلمانوں کے لئے رسولِ پاکؐ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے نہ کہ گاندھی جی کو جو کہ ہندو مذہب کے پیرو تھے ۔

بیاہ شادی میں اِسراف اور ناجائز مطالبات

ایک اور ناپاک رجحان جو ملک کے معاشرے میں پیدا ہو رہا ہے وہ بیاہ شادی کے موقعہ پر اپنی طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے اور دوسرے فریق سے ناجائز مطالبات منوانے سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہ رجحان بہت سی سماجی خرابیوں کا باعث بن رہا ہے ۔ اور اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نورِ چشم حضرت فاطمہ رضؓ کو ایک مشکیزہ اور ایک چکّی دیکر اپنے گھر سے رخصت کر دیا تھا ۔ بے شک جسے خدا نے وسعت دی ہو وہ سادگی کی

حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرسکتا ہے کیونکہ تحدیث بالنعمت بھی شکر گذاری کا ایک ذریعہ ہے۔ مگر قرض اٹھا کر یا سادگی کی حدود کو توڑ کر بیاہ شادی کے موقعہ پر اسراف سے کام لینا نہایت معیوب ہے اور اس سے قطعی طور پر اجتناب کرنا چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے فریق سے خواہ وہ لڑکی والے ہوں یا لڑکے والے ناواجب مطالبات کرنا بھی کسی طرح جائز نہیں۔ ایسے مطالبات خواہ دکھاوے کے رنگ میں ہوں یا حقیقتًہ کئے جائیں بہرصورت بہت معیوب ہیں اور بعض اوقات خاندانوں کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔ مجھے یہ سُن کر سخت دُکھ ہوا اور حیرت بھی ہوئی کہ ربوہ کی ایک خاتون نے اپنی لڑکی کے لئے رشتہ کی تجویز آنے پر لڑکے والوں سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اپنی کوٹھی ہے؟ اور کیا تم شادی میں میری لڑکی کو موٹر لیکر دے سکو گے؟ انصار اللہ کو چاہیئے کہ اپنے نیک نمونہ اور مسلسل تعلیم وتلقین کے ذریعہ ان سماجی خرابیوں کو جڑ سے اُکھیڑ دیں اور سادہ زندگی اختیار کریں کیونکہ انسان کے لئے جو راحت اور قلبی سکون سادہ زندگی میں ہے وہ تعیش کی زندگی میں ہرگز نہیں۔

علمی خدمت کے لئے تحریر کا ملکہ پیدا کیا جائے

اب میں کچھ علمی خدمت کی تحریک کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ انصار اللہ میں بلکہ خدام الاحمدیہ میں بھی اب اچھے اچھے لکھنے والے پیدا ہو رہے ہیں مگر ابھی تک اس میدان میں بڑی اصلاح اور ترقی کی گنجائش ہے۔ قلم کا اثر لمبا اور دائمی ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید فرماتا ہے الذی علّم بالقلم علّم الانسان مالم یعلم۔ "یعنی خدا نے قلم کے ذریعے انسان کی علمی ترقی کا دروازہ کھولا ہے۔ اور قلم کا ذریعہ ایسا ہے جس سے انسان کو ایسے ایسے عجیب و غریب علوم سے شناسائی ہوتی ہے جو وہ دوسری طرح نہیں جان سکتا"۔ تقریر سننے والا تو صرف منہ در منہ بات سُن کر فیض حاصل کرتا ہے مگر قلم کا لکھا ہوا دنیا بھر میں پھیل جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے علم کا ذریعہ بن جاتا ہے پس بے شک تقریروں کی بھی مشق کرو اور خوب کرو کیونکہ یہ بھی ایک زبردست انسانی جوہر ہے مگر میں کہوں گا کہ قلم کی طرف زیادہ توجہ دو کیونکہ قلم کا لکھا ہوا ایسی سیاہی سے لکھا جاتا ہے جو کبھی نہیں مٹتی۔ اور اس میں ایسی وسعت اور ایسی طاقت ہوتی ہے جس کے سامنے تلوار کی ضرب ماند پڑ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:۔

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

یہ بالکل صحیح اور درست ہے کہ اچھے قلم کے مقابلہ پر سیف ٹوٹ جاتی ہے مگر قلم کے اثرات کو سیف مٹانے کی طاقت نہیں رکھتی پس انصار اللہ کو زیادہ سے زیادہ اپنے قلمی جوہر کو ترقی دینے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اس وقت خدا کے فضل سے اُردو اور عربی اور انگریزی زبانوں میں ہمارے کافی اخبارات و رسائل موجود ہیں اور بعض دوسری زبانوں میں بھی ہیں پس ان اخبارات اور رسائل کے اوراق میں اپنے قلموں کو جنبش دو تا کہ اسلام کی نصرت میں

آسمان پر جنبش پیدا ہو اور دنیا جلد تر وہ دن دیکھے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا بول بالا ہو۔

مضمون لکھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی طریقہ تھا اور میں نے بھی حضور کی اتباع میں یہی سیکھا ہے کہ سب سے پہلے مضمون کا ڈھانچہ سوچ کر اس کو نوٹوں کی صورت میں مرتب کر لیا جائے۔ اور پھر دعا کرتے ہوئے ان نوٹوں کی روشنی میں مضمون لکھا جائے۔ مگر میں نے دیکھا ہے اور یہ خدائی نصرت کا ایک عجیب رنگ ہے کہ لکھے ہوئے نوٹوں کی بناء پر صرف پچاس فیصدی کے قریب ہی مضمون لکھا جاتا ہے باقی نصف مضمون یا کم وبیش مضمون لکھنے کے دوران میں غیبی نصرت کے رنگ میں خدا کی طرف سے دل پر نازل ہوتا ہے۔ اور یہی غیبی نصرت مضمون کی اصل جان ہوتی ہے۔ پس ہمارے انصار دوست ضرور مضمون نویسی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ اردو میں بھی لکھیں، عربی میں بھی لکھیں اور انگریزی میں بھی لکھیں۔ اپنے آقا رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت بھی ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے ہے پس ہمارے لٹریچر میں بھی ساری زبانوں کی طرف توجہ ہونی چاہیئے اور انشاء اللہ آہستہ آہستہ ضرور ایسا ہو جائے گا۔

انصار کے اجتماعات زیادہ تعداد میں ہونے چاہئیں

مجھے بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال خدا کے فضل سے کئی مقامات پر مجالس انصار اللہ کے کامیاب اجتماع ہوئے۔ لیکن اگر میں غلطی نہیں کرتا تو انصار کے اجتماعوں کی تعداد خدام الاحمدیہ کے اجتماعوں سے کسی قدر کم ہے۔ پس اس کی طرف مزید توجہ دینی چاہیئے تاکہ انصار بھی اس میدان میں خدام الاحمدیہ کے دوش بدوش آجائیں بلکہ ان سے آگے نکل جائیں۔ قرآن مجید نے ایک عجیب وغریب لفظ السّابقون استعمال کیا ہے۔ اس لفظ میں قومی ترقی کا ایک بڑا گُر بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں ہی انسانی ترقی کا راز ہے۔ پس چونکہ انصار اللہ کا نظام جماعت کا سینئر نظام ہے اس لئے اس معاملہ میں اسے ایک مثالی نظام بننا چاہیئے۔ بے شک خدام میں جسمانی قوت زیادہ ہوتی ہے مگر حق یہ ہے کہ مومن جس کے اندر ایمان کی رُوح زندہ ہو کبھی بھی بوڑھا ہو کر اپاہج نہیں ہوتا۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ دین کے رستہ میں اس کی رُوح تھک کر اور درماندہ ہو کر بیٹھ جائے۔ اور اگر بالفرض کوئی شخص ضعفِ پیری کی انتہا یا بیماری کی شدّت کی وجہ سے زیادہ کمزور بھی ہو جائے تو پھر بھی اس کے لئے بہرحال دوسروں کو تعلیم وتلقین کے ذریعہ سمجھانے اور انہیں اپنی دعاؤں کا سہارا دینے کا عظیم الشان رستہ کھلا رہتا ہے اور یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔

دل کی کھڑکیاں صداقت کی روشنی کے لئے ہمیشہ کھُلی نہ رکھی جائیں۔

آئندہ نسل کی تربیت انصار اللہ کی خصوصی ذمہ داری ہے

انصار اللہ پر ایک بڑی ذمہ داری اپنے بچوں کی تربیت کے متعلق بھی عائد ہوتی ہے۔ اگر نئی نسل کو جنہوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نور حاصل نہیں کیا کسی خاص تربیتی پروگرام میں سے نہ گزارا جائے تو ان کے متعلق ہمیشہ اندیشہ رہے گا کہ وہ آہستہ آہستہ اُس ہدایت کے مرکزی نقطہ سے ہٹ جائے گی جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل فرمائی ہے۔ جن لوگوں نے براہِ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے نور حاصل کیا وہ دراصل پیوندی درختوں کی طرح ہیں جو ہر صورت میں اپنے اصل پودا کا ورثہ حاصل کرتا ہے اور اُسی قسم کا شیریں پھل پیدا کرتا ہے۔ مگر بعد میں آنے والے لوگ تخمی پودے ہوتے ہیں جن میں سے کوئی اچھا نکلتا ہے اور کوئی خراب نکلتا ہے۔ پس موجودہ نسل کے تخمی پودوں کو اچھا بنانے اور اُن سے اچھا پھل حاصل کرنے کے لئے یہ بات ازبس ضروری ہے کہ اُن کے لئے نیک صحبت مہیا کی جائے۔ قرآن مجید نے بار بار مختلف طریق پر اس نصیحت کی تکرار فرمائی ہے کہ کونوا مع الصادقین " یعنی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو"۔ پس انصار اللہ میں سے جو بزرگ صحابی ہونے کا شرف رکھتے ہیں ان کو خصوصاً اور جو انصار اللہ غیر صحابی ہیں مگر انہیں احمدیت کے طفیل نیکی کا زیادہ ورثہ ملا ہے ان کو عموماً اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ اُن کی آئندہ نسل نیک ہو۔ نمازوں کی عادی ہو۔ دُعاؤں میں شغف رکھے اور خلافت اور مرکز کے ساتھ محبت اور اخلاص اور قربانی کے مقام پر قائم ہو۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اور جماعت کا آئندہ قدم ایک گڑھے کی طرف اُٹھے گا اور پھر خدا ہی اس کا حافظ ہے۔

مالی قربانی

مجھے انصار اللہ کو چندوں کی تحریک کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ خدا کے فضل سے پختہ عمر کے لوگ ہیں اور جماعتی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ زمانہ بھی ایسا ہے کہ مالی قربانی کے بغیر جماعتی انتظام کو چلانا اور جماعت میں تبلیغ اور تربیت کا انتظام کرنا اور ہر جہت سے پختہ تنظیم قائم کرنا محالات میں سے ہے۔ قرآن مجید نے اپنی بالکل پہلی آیات میں ہی کمال دانشمندی سے عملی نیکیوں کا یہی خلاصہ بیان فرمایا ہے کہ یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون " یعنی سچے مومن وہ ہیں اور صرف وہی سچے مومن سمجھے جاسکتے ہیں جو اپنی نمازوں کو پوری پابندی اور پورے شرائط کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جو

رزق ان کو ہم نے دے رکھا ہے (اور رزق دینے والا یقیناً خدا ہی ہے) اس میں سے دین کے رستہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔" میں یقین رکھتا ہوں کہ جو احمدی مضبوطی کے ساتھ ان دو ٹیکیوں پر قائم ہو جائے گا یعنی دلی ذوق وشوق کے ساتھ نماز پڑھے گا اور دُعاؤں میں شغف رکھے گا جو خدا کے ذاتی تعلق کی مضبوط ترین کڑی ہے۔ اور پھر وہ جماعت کے کاموں کے لئے محبت اور اخلاص کے ساتھ مالی قربانی بھی کرے گا جو جماعتی تنظیم کا سب سے بڑا رکن ہے وہ خدا کے فضل سے ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہو جائے گا جس میں نقب لگنے کا کوئی امکان نہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب ایسے ہو جائیں کہ ایک طرف تو ہم ہمیشہ خدا کی رحمت کے دامن کے ساتھ لپٹے رہیں اور دوسری طرف جماعت کے ساتھ ہمارا تعلق ایسا مضبوط اور مخلصانہ ہو کہ ہم اس کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ بس اسی پر میں اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں وکان اللہ معنا اجمعین۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ - ۲۶؍اکتوبر ۱۹۶۲ء

صحابہ کرامؓ کا رنگ پیدا کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"صحابہ کرامؓ کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ جو کچھ انہوں نے کیا اسی طرح پر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہ وہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں بدوں اس کے وہ اصلی مطلب کو جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں پا نہیں سکتے۔ کیا ہماری جماعت کو زیادہ حاجتیں اور ضرورتیں لگی ہوئی ہیں جو صحابہؓ کو نہ تھیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے اور آپ کی باتیں سننے کے واسطے کیسے حریص تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہؓ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔"

(الحکم ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۰ء)

غیر مطبوعہ

آپ بیتی

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۹)

ذیل میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "آپ بیتی" کے غیر مطبوعہ حصہ کی نویں قسط ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔ اس کا مسودہ محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ماہنامہ "انصار اللہ" کو بغرضِ اشاعت عنایت فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

ہر فن مولا

میرے ایک مہربان چند ماہ کی رخصت لے کر ولایت کی سیر کو تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو اُن کے دل میں یہ خیال جاگزیں تھا کہ ولایت جا کر اب مَیں ہر فن میں صاحبِ کمال ہو گیا ہوں۔ ایک دن وہ میرے ہاں مہمان تھے۔ انہوں نے میرے پَیر میں ایک ولایتی شُو (Shoe) براؤن رنگ کا دیکھا۔ اس کے متعلق باتیں ہوتے ہوتے مَیں نے کہا کہ میرا پَیر ایسا آرام طلب ہے کہ جب تک ولایتی شُو نہ ہو، اُس میں صرف تین سوراخ نہ ہوں، اور اکسٹرا براڈ ٹو (Extra Broad Toe) نہ ہو مجھے راحت نہیں آتی۔ اِس مجبوری کی وجہ سے عموماً ولایتی جُوتا پہنتا ہوں۔ یہ جُوتا پندرہ روپے کا ہے۔ فرمانے لگے مَیں آپ کو ولایت سے آپ کی خواہش کے مطابق اِس سے بہتر جُوتا دس روپے میں منگوا دوں گا۔ ولایت میں مَیں نے وہاں کی ہر بات کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ آپ میری معرفت ایک شُو ضرور منگوائیں۔ مَیں نے کہہ دیا۔ اچھا۔ انہوں نے فوراً آرڈر براہِ راست لندن کے کسی بُوٹ میکر کو لکھ دیا۔ اِس واقعہ کے کوئی چھ ماہ بعد ایک دن میرے پاس ولایتی وی پی کا پارسل جسے C.O.D کہتے ہیں پہنچ گیا۔ مگر بجائے دس روپے قیمت کے گیارہ روپیہ صرف کسٹم ڈیوٹی تھی اور قیمت چھیتر روپے۔ مَیں حیران تھا۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ آخر وصول کر لیا۔ کھول کر جو دیکھا تو وہ میرے پندرہ روپیہ والے شُو سے ہر لحاظ سے کمتر نکلا۔ نہ پَیر نے اسے قبول کیا، نہ اُس کا چمڑا نرم یا چمکدار تھا، نہ اُس کی شکل خوبصورت۔ ہاں صرف ایک کمال تھا یعنی اُس کے اندر ایک سرٹیفکیٹ رکھا تھا جس پر یہ الفاظ درج تھے:-

"Hand sewn by Mr so and so .... Cobbler to H.M. King George V".

"یعنی یہ جوتا مسٹر .... نے جو بادشاہ جارج پنجم کے موچی ہیں اپنے ہاتھ سے سیا ہے"۔
مراد یہ کہ مشین کا سلا ہوا نہیں ہے۔ مَیں صبر شکر کرکے چُپ ہو رہا۔ اُس دوست کو جب اِس سارے معاملہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ چونکہ غلطی میری تھی اس لئے مَیں یہ رقم ادا کر دیتا ہوں۔ مگر خاکسار نے اُن کی بات نہ مانی۔ البتہ یہ خیال کر لیا کہ ولایت کی سیر میں یہ تاثیر ضرور ہے کہ انسان اپنے آپ کو ہر فن میں ماہر اور کامل سمجھنے لگتا ہے۔ یہ ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے جب چیزوں کی قیمتیں بے حد گری ہوئی تھیں۔

سکندر اعظم سے نرالی نسبت

ایک شخص ایک دفعہ لاہور کے میو ہاسپٹل کے آؤٹ ڈور میں آیا۔ تھوڑا سا پڑھا لکھا بھی تھا مگر کسی دُور کے ضلع کا تھا۔ جب اُس کی تشخیص کی باری آئی تو کالج کے لڑکے اُس کے گرد ہو گئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی تشخیص کرکے میڈیکل آفیسر کو سُنائی۔ پھر ڈاکٹر نے بھی اُس کا معائنہ کیا اور کہا آپ کی سب تشخیصیں غلط ہیں۔ اِس شخص کو تو دوسرا درجہ آتشک (Secondary Syphilis) کا ہے۔ وہ مریض تمام لڑکوں کی غلط تشخیص سے بہت متاثر ہوا اور خیال کیا کہ مجھے کوئی عجیب و غریب بیماری ہے جسے اِن نوجوان ڈاکٹروں میں سے کسی نے بھی نہیں پہچانا۔ پھر جب میڈیکل آفیسر نے اپنی تشخیص بیان کی تو اُس نے سمجھا کہ یہ ایسی بیماری ہے جو سکندر اعظم کو بھی ہوئی تھی۔ "سیکنڈری" کو سکندری خیال کرکے اُس نے یہ نتیجہ نکال لیا۔ اور سفلس کے معنی اُسے معلوم نہ تھے۔ اُس روز کے بعد جب کبھی وہ شفاخانہ میں آیا کرتا تو اپنی گردن اونچی کرکے نہایت متکبرانہ انداز میں کہا کرتا تھا کہ مَیں سکندری سفلس کا مریض ہوں جسے سوائے خاص تجربہ کار ڈاکٹر کے عام ڈاکٹر نہیں پہچانتے۔ یہ کہہ کر اور اپنا مُنہ پھیر کر وہ دوسری طرف چلا جایا کرتا تھا۔ گویا کہ اِس بیماری کے نتیجہ میں وہ بھی سکندر اعظم کی فتوحات میں حصہ دار ہے۔

(باقی)

اسلام کا منشاء

"اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنے"۔

درود شریف اور اس کی برکاتِ عظیمہ

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے)

(۱)

مذہب کی غرض وغایت یہ ہے کہ اس کے ماننے والے خدا تعالیٰ کا پتہ لگالیں، اس کی معرفت حاصل کرلیں، اور پھر اسے پالیں۔ خدا تعالیٰ کی غیر محدود اور وراء الورا ہستی کا عرفان حاصل کرنا ایک بیحد مشکل کام ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک معمولی سی چیز کی حقیقت و ماہیت کا علم حاصل کرنے کے لئے بھی ہمیں کسی واقف کار سے امداد حاصل کرنا پڑتی ہے۔ ایک گھڑی ہی کو لیں اس کی حقیقت و ماہیت کا علم حاصل کرنے کے لئے ایک ماہرِ فن گھڑی ساز سے استمداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو پھر وراء الورا ہستی کی معرفت بغیر کسی ایسی ہستی کی راہنمائی کے جس نے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلی ہو اور اسے پالیا ہو کیسے ممکن ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا ہے جو اپنے اپنے درجوں کے مطابق خدا تعالیٰ کی متلاشی روحوں کی راہنمائی کرتے اس کی معرفت کی راہیں ان پر کھولتے اور اس طرح محض اس کے فضل سے انہیں خدا تعالیٰ سے ملاتے رہے ہیں۔

نبیوں کے سردار خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معرفتِ الٰہی، قوتِ قدسی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول میں سب نبیوں سے افضل تھے، اسی لئے آپ کی لائی ہوئی شریعت دیگر مذاہب کی شریعتوں سے زیادہ کامل ہے۔ آپؐ نے انسان کے لئے خدا تعالیٰ کی معرفت کی بے انتہا راہیں کھول دیں جن پر گامزن ہو کر تھوڑے ہی عرصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امتِ مسلمہ کے بے شمار افراد حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بن گئے۔

(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کی گمراہی وضلالت کو دیکھ کر کڑھتے، راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے کہ اے خدا تو ہی ان کے دلوں کے قفل کھول کہ یہ تجھے پہچان سکیں، دن کو انکی راہنمائی کے لئے بیقرار رہتے اور انہیں سمجھانے اور سیدھی راہ پر لانے کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار فرماتے۔ آنحضرتؐ کی اسی تڑپ اور اسی بیقراری اور بےچینی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا لعلّک باخعٌ نفسک علیٰ ان لّا یکونوا مؤمنین (؟) اے محمدؐ! محض اس لئے کہ یہ لوگ کسی طرح ایمان لے آئیں اور اس طرح ہلاکت سے بچ جائیں تو نہ دن کو چین لیتا ہے اور نہ رات کو آرام

کرتا ہے تو ان کے غم میں ایسا گھلا جاتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تو محض انہیں سیدھی راہ پہ لانے کے لئے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈال دے گا اور ان کی بہبود کے لئے جان تک قربان کر دے گا۔

یہ آیتِ شریفہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کرب و اضطراب پر دال ہے حضور علیہ السلام اپنے آرام کو کھوتے تا کہ بھولی بھٹکی مگر سعید روحیں آرام پا جائیں اور وصال یار حاصل کر لیں اسی بے چینی اور اضطراب کا نتیجہ ہے کہ امتِ مسلمہ میں جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بھی خدا کے فضل سے بنی اسرائیل کے انبیاء کے سے درجات حاصل کر لیں گے، اسی امتِ مسلمہ میں نہ صرف یہ کہ صلحاء اور اولیاء خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے پیدا ہوئے بلکہ ان میں سے بعض نے مجددین کا رتبہ پایا اسی پر بس نہیں اس امت میں ایک ایسی ہستی بھی ہوئی جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور حضورؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کامل طور پر حضورؐ کے رنگ میں رنگین ہو جانے کی وجہ سے محض حضورؐ کی اتباع کی برکت سے بروزی طور پر نبی کے نام سے پکارا اور اسے نبیوں کا حلہ پہنایا اس طرح کہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کی آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کے متبعین کو صحابہؓ کے ساتھ ملا دیا۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بدولت ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات دن کی مضطربانہ دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے شرف سے نوازا اور امتِ مسلمہ پر معرفتِ الٰہی کی وہ عظیم الشان راہیں کھول دیں جن پر چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی میں مسلمانوں میں سے بہتوں نے اللہ تعالیٰ کا خاص قرب اور بلند روحانی درجات حاصل کر لئے فالحمد للہ علیٰ ذالک یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے طفیل اور حضورؐ ہی کے وسیلہ سے ہوا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً "۔ اے مومنو! تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کر کے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اس لئے تمہیں چاہیئے کہ تم حضور کے اس احسان عظیم پر تشکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجتے رہو تا اس طرح تمہیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبت کا احساس ہو وہاں درود شریف کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کے بے انتہا انوار اور افضال کے وارث بھی بن جاؤ۔

(۳)

اس زمانہ میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل مصلح دوراں و امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالخصوص مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ سے الہاماً فرمایا کہ:-

"صل علیٰ محمد وآل محمد سید ولد آدم وخاتم النبیین"

(تذکرہ صفحہ ۲۹۰)

یعنی چونکہ خدا تعالیٰ کی معرفت کی راہیں بہت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں اس لئے تم کثرت سے درود پڑھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعائیں کرتے رہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کثرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے کہ حضور علیہ السلام پر بعض اوقات محویت و استغراق کا عالم طاری ہو جاتا۔ ایک ایسی ہی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالےٰ کی راہیں بہت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں۔ ھٰذا بما صلّیت علٰی محمّدٍ" (یہ سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی وجہ سے ہے۔ناقل)

(حقیقۃ الوحی صـ۱۲۸ حاشیہ)

نیز براہین احمدیہ حصہ چہارم کے صـ۵۰۲ پر فرماتے ہیں:۔

"اس مقام میں مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اِس عاجز نے اِس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل وجان اس سے معطّر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اِس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجے تھے صلی اللہ علیہ وسلم"

پس درود شریف کا وِرد جہاں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احسانمندی کا اعتراف ہے وہاں بے انتہا برکتوں کا حامل بھی ہے اس لئے ہمیں بھی چاہیئے کہ قرآنی ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے رات اور دن کثرت کے ساتھ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہیں تا اللہ تعالیٰ ان عاجز بندوں کو بھی اپنے خاص فضلوں سے نوازدے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انوار سماوی سے مالا مال فرماوے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰل محمّدٍ وبارک وسلّم
انّک حمید مجید

صحابۂ کرامؓ اور عشقِ رسولؐ

(مکرم جناب عبد المنان صاحب ناہید)

حکمت خدا کی تھی کہ ہوئے بادیہ نشیں
پہلے پہل امانتِ قرآن کے امیں

عُشّاقِ جاں نثار نبیؐ کے رفیقِ کار
میخانۂ حجاز کے معمارِ اوّلیں

اہلِ جہاں تھے۔ اہلِ جہاں سے الگ بھی تھے
یعنی زمیں سے دُور اور افلاک کے قریں

کہتے ہیں مشقِ تیر نوازی میں محو تھے
وہ غازیانِ دینِ متیں ایک دن کہیں

اِک حزب میں رسولِ خدا جا کے مِل گئے
فخرِ زمین۔ نازِ فلک۔ تاجِ مرسلیں

گذری یہ بات عشق و فا کیش پر گراں
اپنی کمانیں حزبِ مخالف نے پھینک دیں

بولے کہ جس طرف ہوں خدا کے رسولِ پاکؐ

ہم اُس طرف کو تیر چلائیں! نہیں نہیں

سالانہ اجتماع کے متعلق قلبی تاثرات

جن احباب کو امسال اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ کے آٹھویں سالانہ اجتماع میں شمولیت کی سعادت بخشی ان میں سے بہت سے احباب نے واپس جاکر بذریعہ خطوط اپنے قلبی تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ یہ سب تاثرات اجتماع کی غیر معمولی افادیت اور اس کی عظیم الشان برکات پر دال ہیں۔ ان میں سے بعض احباب کے تاثرات افادۂ احباب کی غرض سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ (ادارہ)

۱۔ مکرم جناب ناصر علی صاحب جھنگ صدر :-

"دل کی گہرائیوں سے اُس محسن کے لئے دعائیں اٹھتی ہیں جس نے اس سراپا برکت اجتماع کا آغاز فرمایا۔ اور جن عشاق نے اسے ہر سال پہلے سے بڑھ چڑھ کر کامیاب بنانے کا بیڑا اٹھایا اور فی الحقیقت اسے یمن وسعادت سے ہمکنار کیا وہ بھی بجا طور پر مبارکباد اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔

اس عاجز نے تین باتوں میں خصوصیت کے ساتھ ایک نیا رنگ اور نور دیکھا۔ ایک تو ہمارے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا درد بھرا حسنِ بیان کہ جب آپ نے ہمارے آقا و مولیٰ کی صحت اور علاج کی کیفیت کے متعلق احباب سے خطاب فرمایا۔ دل رقت اور درد سے بھر گئے اور سب کو ہی اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی دعا کی توفیق ملی۔ دوسرے محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو پُر معارف ملفوظات سنائے ان کا طبیعتوں پر ایک خاص اور عجیب اثر ہوا۔ تیسرے ہمارے مخدوم و محترم صدر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا الوداعی خطاب جس نے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ ہمارے سید و مولا حضرت المصلح الموعود کے خطاب کا رنگ اس میں نمایاں تھا۔ وہی جوش، وہی شوکت اور وہی درد مشاہدہ میں آیا فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔"

۲۔ مکرم محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی کراچی :-

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا سالانہ اجتماع گذشتہ سالوں کی نسبت بہت کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

تہجد کی نماز اور اس میں پُرسوز اجتماعی دعائیں ایک عجیب روحانی نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ اس کے بعد قرآن کریم اور حدیث شریف کے درسوں نے روحانی غذا کا کام دیا۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے "ذکرِ حبیب" کا بیان سونے پر سہاگہ تھا ایسا معلوم ہوتا کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیٹھے ہوئے علوم و معارف سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

سچ بات یہ ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی روح پرور افتتاحی تقریر نے قلوب واذہان کو بیدار کرکے

انصار میں اجتماع کی عظیم الشان روحانی برکات سے مستفید ہونے کی صلاحیت پیدا کر دی تھی۔ اس کے بعد لحظہ بہ لحظہ وہ ان برکات سے مستفیض ہوتے اور روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوتے چلے گئے۔ فاضل مقررین کے خطابات اور بالخصوص حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی روح پرور تقریر کی پُرجوش آوازیں اب تک کانوں میں گونج رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ انصار اللہ کو ان مواعظ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے منتظر اور بے چین غلاموں کی دلجوئی اور تسلّی کے لئے اپنا روح پرور پیغام ارسال فرمایا جس کو سن کر سب کے دل و دماغ میں ایک بجلی کی سی رو دوڑ گئی اور سب احباب اپنے شافی اور قادر خدا کے حضور دعائیں کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور کام کرنیوالی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین۔

بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے صدر محترم کو جن کے سر اجتماع کی کامیابی اور جملہ انتظامات کا سہرا ہے صحت کے ساتھ کام کرنیوالی لمبی سے لمبی زندگی عطا فرمائے اور ان کے اہل و عیال کو بھی صحت و عافیت کے ساتھ اپنی حفظ و امان میں رکھے اور وہ بیماریوں اور دیگر مشکلات سے ہر طرح محفوظ رہیں۔ آمین۔"

۳۔ مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ:۔

"ایسے مقدس، پاکیزہ اور روحانیت سے لبریز اجتماع کہاں میسر آتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اس روحانی سلسلہ کو قائم کر کے ایسے پاکباز، صالحین اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونیوالے بزرگوں کی مجلسوں سے استفادہ کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔

مجھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ اجتماع مجمع الانوار والبرکات ہے اور ان انوار و برکات کے زیر اثر ہمیں ایک روحانی زندگی مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ صرف ہمارے ہی علمائے کرام اور بزرگانِ دین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسی کے طفیل صاحبِ حال ہونے کی حیثیت میں اپنے مشاہدات اور تجربات سے سامعین کو مشرف فرماتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اس خوش اسلوبی سے اس کا انتظام فرمایا اور اتنا اچھا پروگرام ترتیب دیا کہ یہ اجتماع یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ "کارخانہ حمایتِ اسلام" کی تیسری شاخ کا جو کہ واردین وصادرین کے مرکز میں حاضر ہونے اور تربیت حاصل کرنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے صحیح معنوں میں قائمقام بن گیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے نہایت ہی پاکیزہ، روح پرور اور عملی پروگرام پر مشتمل خطاب سے اس اجتماع کا افتتاح ہوا۔ اور پھر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے نہایت ہی موثر اور روح پرور پیغام عمل پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عمل کی غیر معمولی توفیق سے نوازے۔ آمین!"

۴۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع منٹگمری:۔

"اس خاکسار کو تین مرتبہ اجتماع انصار اللہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہر بار ہی وہاں ایک خاص روحانی کیفیت نظر آئی جس کا اثر میں اپنی ذات پر بابرکت پاتا رہا ہوں۔ مجھے افسوس کیسا تھ بار بار احساس ہوتا ہے کہ میں نے کئی سال اجتماع سے غیر حاضر رہ کر نقصان اٹھایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دو ممتاز صحابہ

(مکرم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ، لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا دور ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح دورِ اولیٰ کے صحابہ کرام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔ تم جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ یہی حدیث بعینہٖ دوسرے دور کے ممتاز صحابہ پر بھی چسپاں ہوتی ہے۔ میں آج کی صحبت میں حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو صحابہ کی سیرت کے چند واقعات احباب کے سامنے بیان کرتا ہوں:۔

(۱)

استاذی المکرم حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم میں زندہ موجود ہیں اور سب دوست جانتے ہیں کہ تبلیغی اور علمی میدان میں جو عظیم الشان کارنامے آپ نے سرانجام دئیے ہیں وہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک آپ کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ہیں۔

(۱) ۱۹۳۴ء کا ذکر ہے خاکسار تبلیغی ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس لائل پور بھیجا گیا۔ وہاں ایک مولانا محمد مسلم صاحب فاضل دیوبندی ہوا کرتے تھے جو بعد میں جمعیتہ العلماء کے سیکرٹری بن کر لاہور چلے گئے۔ انہوں نے سورۂ فاتحہ کی ایک مختصر سی تفسیر لکھی تھی۔ متن اردو میں تھا اور حاشیہ عربی میں۔ انہوں نے حضرت مولانا کو بالمقابل تفسیر نویسی کا چیلنج کیا اور ساتھ ہی کہا کہ میں نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر شائع کی ہے اس کے مقابل میں آپ بھی ایک ایسی ہی تفسیر لکھیں اور پھر علماء کی مجلس میں دونوں تفسیریں سُنائی جائیں اور جس کے حق میں وہ فیصلہ دیں اسے تسلیم کر لیا جائے۔ دوپہر کا وقت تھا جب یہ چیلنج آپ کی خدمت میں پہنچا آپ اسی وقت قلم دوات لیکر بیٹھ گئے اور دوسرے دن بارہ بجے تک فل سکیپ کاغذ کے ساٹھ صفحات پر آپ نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں صرف "بسم اللہ" کی تفسیر لکھی اور مولانا محمد مسلم صاحب کو پیغام بھیجا کہ میں نے ساٹھ صفحات پر مشتمل عربی زبان میں "بسم اللہ" کی تفسیر لکھی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے ایسے

حقائق و معارف سمجھائے ہیں جو پہلی کسی تفسیر میں آپ کو نہیں ملیں گے۔ اب آپ تین ایسے علماء مقرر کریں جو دونوں تفسیریں سُن کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کریں کہ کس کی تفسیر زباندانی اور حقائق و معارف کے لحاظ سے اعلیٰ پایہ کی ہے۔ اس پیغام کا پہنچنا تھا کہ مولانا محمد مسلم صاحب پر تو اوس پڑ گئی اور انہوں نے ایسی خاموشی اختیار کی کہ گویا انہوں نے آپ کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا ہی نہ تھا۔

وہاں منٹگمری بازار کی مسجد میں ایک مولانا حکیم محمد حسن صاحب رہا کرتے تھے جو عالم بھی تھے اور حکیم بھی۔ خدا تعالےٰ نے ان کو جوہر شناسی کا ملکہ بھی عطا کر رکھا تھا۔ ان کو جو اس چیلنج اور جواب کا پتہ چلا تو وہ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد مسجد احمدیہ میں حضرت مولانا صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور حضرت مولانا کی تحریر فرمودہ تفسیر کو پڑھنا جو شروع کیا اُن پر ایسی محویت کا عالم طاری ہؤا کہ جب تک اُسے ختم نہیں کیا سر نہیں اٹھایا۔ سر اٹھانے کے بعد فرمایا کہ مَیں دیوبند کا فارغ التحصیل ہوں، اپنے علمی ذوق کی وجہ سے مَیں نے ہندوستان کی تمام اسلامی درسگاہوں کے نصاب کا مطالعہ کیا ہے لیکن مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ آج تک جتنی کتب کا مطالعہ کرنے کا مجھے موقعہ ملا ہے مَیں نے ان میں ایسی فصیح و بلیغ اور حقائق و معارف سے پُر تفسیر کبھی نہیں دیکھی۔ چنانچہ اس پہلی ہی صحبت میں وہ حضرت مولانا کے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ اپنی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد ہمارے ہاں آ کر حضرت مولانا کے پیچھے نماز ادا فرماتے اور پھر گھنٹہ گھنٹہ بیٹھ کر آپ کے کلمات طیبات سے مستفید ہوتے رہتے اور یہ رنگ ان پر ایسا چڑھا کہ وفات تک انہوں نے مسجد احمدیہ میں آ کر درس سُننا نہیں چھوڑا۔ ۱۹۶۰ء میں اس خاکسار کی ان سے آخری ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اس ملاقات میں بھی بتایا تھا کہ اس سال بھی رمضان شریف میں مسجد احمدیہ میں جا کر محترم مولانا سید احمد علی صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کا درس سُنتا ہے۔ افسوس ہے کہ گزشتہ سال جب مَیں اُن کی مسجد میں گیا تو پتہ چلا کہ آپ آٹھ نو ماہ ہوئے وفات پا چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

۲۔ لائل پور ہی کا واقعہ ہے، وہاں ایک سرکردہ ایڈووکیٹ چوہدری رحمت علی صاحب ہؤا کرتے تھے۔ وہ صوفی منش آدمی تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا کی جو تعریف سُنی تو مولانا محمد مسلم صاحب فاضل دیوبندی اور آپ دونوں کو اپنے ہاں دعوت دیکر بُلایا۔ محترم مولانا محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری اور خاکسار بھی ساتھ تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ پہلے محترم چوہدری صاحب نے مولانا محمد مسلم صاحب فاضل سے چند تصوّف کے سوالات کا جواب دریافت کیا۔ اُن کے جوابات سُن کر انہیں سوالات کے جوابات کے لئے حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کی۔ جب مولانا صاحب نے جوابات ارشاد فرمائے تو محترم چوہدری صاحب نے پہلے مولانا محمد مسلم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا! آپ عالم تو بے شک ہیں لیکن زمینی عالم ہیں۔ پھر اُٹھے اور حضرت مولانا راجیکی صاحب کے ساتھ نہایت ہی ادب کے ساتھ مصافحہ کیا اور آپ کے ہاتھ چُومے۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا! آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانی

علوم سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا ہے اور ظاہری علوم میں بھی آپ کسی سے کم نہیں ۔

۴۳۔ غالباً ۱۹۴۵ء کی بات ہے ، ان ایام میں خاکسار کا قیام لائل پور میں تھا اور اضلاع جھنگ ، سرگودھا ، لائل پور اور شیخوپورہ خاکسار کا حلقہ تبلیغ تھا۔ گرمی کی تعطیلات میں مرکز کے ارشاد کے ماتحت عموماً محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری تشریف لایا کرتے تھے اور مل کر کسی نہ کسی ضلع کا دورہ کیا کرتے تھے۔ اس سال ضلع شیخوپورہ کا دورہ کرنا تھا۔ محترم قاضی صاحب نے مجھے لکھا کہ تم فلاں تاریخ کو شاہدرہ اسٹیشن پر پہنچ جاؤ میں قادیان سے آجاؤں گا اور پھر پہلے نارنگ منڈی سے دورہ شروع کریں گے۔ خاکسار وقت مقررہ پر پہنچ گیا مگر محترم قاضی صاحب کسی وجہ سے اس روز تشریف نہ لا سکے ۔ رات خاکسار نے اسٹیشن شاہدرہ پر گزاری ۔ فجر کو چار بجے ایک گاڑی لاہور جاتی تھی ۔ اس خیال سے کہ نماز فجر مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں جاکر جماعت کے ساتھ پڑھوں گا ، اس گاڑی کے ذریعہ لاہور پہنچ گیا ۔ ابھی مسجد کے باہر ہی تھا کہ مسجد کے ساتھ جو برآمدہ تھا ، اس میں ایک چارپائی پر حضرت مولانا صاحب لیٹے ہوئے شدتِ درد سے کراہ رہے تھے اور آپ کی آواز مسجد کے باہر بھی دُور تک جارہی تھی۔ میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ درد کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا مجھے ایک ہفتہ سے شدید بخار ہے اور کسی وقت بھی ہلکا نہیں ہوتا۔ رات احباب دو غیر احمدی دوستوں کو ہمراہ لائے میں نے سمجھا کہ زور سے تبلیغ کرتا ہوں ممکن ہے زیادہ بولنے سے پسینہ آجائے اور بخار ہلکا ہو جائے۔ اُس وقت تو واقعی پسینہ آنے سے بخار ہلکا ہو گیا لیکن اب اس کا ردِ عمل ہو رہا ہے اور اس وقت مجھے سخت تکلیف ہے۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضرت! قادیان تو بالکل نزدیک ہے اور ایک ہفتہ سے لگاتار آپ بخار میں مبتلا ہیں۔ آپ رخصت لیکر گھر کیوں نہیں چلے جاتے ۔ فرمایا عزیزمن! میں واقفِ زندگی ہوں ، آج تک میری جتنی عمر دعوۃ و تبلیغ کا کام کرتے گزری ہے میں نے اس لمبے عرصہ میں ایک بھی رخصت نہیں لی اب میں کیسے رخصت لے [illegible] ۔ یہاں تو میں جہاد میں ہوں لیکن اگر گھر چلا جاؤں اور وہاں مجھے موت آجائے تو میری کتنی بدنصیبی ہو گی !۔

یہ ہے وہ جذبہ خدمتِ اسلام کا جو پُرانے صحابہ کرام میں پایا جاتا تھا اور پایا جاتا ہے۔ گو ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے پاک وجود جن کی ساری عمر خدمتِ اسلام میں گزری ہو اگر آخری وقت میں ان کی وفات گھر میں بھی واقعہ ہو جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کے اجر میں کمی واقعہ نہیں ہو گی۔ لیکن ان کے جذبات دیکھئے کس قدر پاکیزہ ہیں!

خیر اُس وقت تو میں محترم قاضی صاحب کے ساتھ دورہ پر چلا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد جب واپس لاہور پہنچا تو دوپہر کا وقت تھا۔ حضرت مولانا المحترم مسجد میں چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور بخار بدستور تھا۔ میں نے جب مصافحہ کر کے خیریت دریافت کی تو فرمایا بخار اسی طرح روزانہ آ رہا ہے اور اس کی شدت میں ذرہ بھی کمی نہیں

آئی - اس پر میں نے پھر رخصت لینے کے لئے عرض کی - فرمایا میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ میں نے آج تک نہ کبھی رخصت کی درخواست کی ہے نہ کروں گا - اس پر میں نے اپنی طرف سے جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی خدمت میں ایک دستی رقعہ بھیجا کہ حضرت مولانا صاحب کو دو ہفتہ سے لگاتار بخار آ رہا ہے از راہ نوازش میرا رقعہ پہنچنے پر بذریعہ تار آپ حضرت مولانا کو مرکز میں بلالیں - چنانچہ دوسرے روز ۸ بجے صبح جناب ناظر صاحب کی طرف سے تار آگیا اور مولانا موصوف قادیان تشریف لے گئے -

ایک بات بھول گیا - جب میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سرہانے کے نیچے سے ایک رومال نکالا جس میں ایک اٹھنی بندھی ہوئی تھی - اُسے کھول کر فرمایا کہ آپ چائے پئیں گے یا لسی ؟ میں نے عرض کی کہ حضرت! چائے میں پی کر آ رہا ہوں اور لسی پیوں گا نہیں - فرمایا اچھا یہ اٹھنی لے لیں اور جب بھی پیاس لگے لسی پی لیں یا چائے - میں نے عرض کی کہ حضرت! آپ کے پاس صرف اٹھنی ہے' یہ بھلا میں کیسے لے سکتا ہوں؟ فرمایا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اٹھنی ہمیشہ میرے ساتھ رہے گی ؟ اب نہیں تو ایک گھنٹہ کے بعد خرچ ہو جائے گی - اُس وقت جو میرا خدا مجھے اور دے گا کیا وہ اب نہیں دے سکتا ؟ اس پر میں نے وہ اٹھنی لے لی ÷ (باقی)

صحابہؓ کے نمونے کو اپنے سامنے رکھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو - دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کئے تھے پورے ہو گئے . . . . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے اُن کے حصے میں نہ آیا تھا - وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور اُنہی کی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں رہتے تھے - اُن لوگوں کی پیروی کسی رسم و رواج تک میں بھی نہ کرتے تھے جن کو کفار کہتے تھے - جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا "

(الحکم ۱۳ ؍ جنوری ۱۹۰۱ء)

یورپ میں اسلام کے تبلیغی مراکز کا جال پھیلایا جا رہا ہے

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر ایک عیسائی اخبار کا تبصرہ

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو لندن، دی ہیگ، ہمبورگ اور فرانکفورٹ کے بعد یورپ کے عین قلب یعنی سوئٹزرلینڈ کے سب سے بڑے شہر زیورک میں ایک نئی مسجد تعمیر کرنے کی غیر معمولی توفیق عطا فرمائی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی اس سب سے پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واجب الاحترام صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۶۲ء کو اپنے دستِ مبارک سے رکھا تھا۔ اس مسجد کی تعمیر پر وہاں کے عیسائی حلقوں میں ایک زبردست ہلچل مچی ہوئی ہے اور وہاں کے اخبارات بڑی کثرت کے ساتھ مضامین لکھ لکھ کر یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی پر شدید خطرہ کا اظہار کر رہے ہیں۔

ذیل میں ہم سوئٹزرلینڈ کے ایک مشہور عیسائی اخبار Schweizer Evangelist کے ایک مضمون کا اردو ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اس اخبار نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرنے اور دبے الفاظ میں خطرہ کا اظہار کرنے کے بعد چابک دستی سے کام لیتے ہوئے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یورپ میں اسلام کو غالب کر دکھانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا چنانچہ آخر میں اس نے مشورہ دیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو افریقہ تک ہی محدود رکھے کیونکہ وہاں اسلام کے پھیلنے اور غالب آنے کا امکان موجود ہے۔ یورپ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کو تسلیم کرنے کے باوجود اخبار مذکور کا اس قسم کے مشورے دینا دراصل عیسائی حلقوں کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو چھپانے کی سعیٔ لاحاصل کے مترادف ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ یورپ کے پادری اپنی کانفرنسوں میں کہا کرتے تھے کہ اب یورپ میں اسلام داخل ہونے اور یہاں کی سرزمین پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور اگر بفرضِ محال کوئی مسلمان مشنری یورپ آ کر اسلام پھیلانے کی کوشش کرے بھی تو ہر کوچہ و بازار میں چھوٹے چھوٹے بچے اس پر کیچڑ اچھالتے پھریں گے اور اسے یہاں سے بھاگتے ہی بن پڑے گی (بحوالہ "دی آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس ۱۸۹۴ء صفحہ ۴۱۹") اس قسم کی تعلّیوں کے باوجود آج یورپ کے متعدد ممالک میں مساجد تعمیر ہو جانا اور احمدی مبلغین کی مجاہدانہ کوششوں کے نتیجہ میں نو مسلموں کی مخلص اور منظم جماعتوں کا معرضِ وجود میں آ جانا اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ اسلام بالآخر یورپ میں پھیل کر رہے گا۔ یورپ کے عیسائی پادری یہ کہہ کر کہ یہاں اسلام غالب نہیں آ سکتا اپنے اضطراب کو چھپانا چاہتے ہیں۔ یہ اضطراب کبھی دور نہ ہوگا بلکہ اسلام کے آگے بڑھنے اور پھیلنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی جائے گا اور ان پر فبھت الذی کفر

کی مثال صادق آکر رہے گی ---- اخبار مذکور اپنی ۷ راکتوبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

"ہمیں ایک اعلان کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ حال ہی میں مختلف یورپی ممالک میں ۳۷ مقامی باشندوں نے اسلام قبول کیا ہے - ان میں سے اکثر نومسلم سکنڈے نیوین ممالک سے تعلق رکھتے ہیں - اگر ہم اُن تمام مساجد کو مدِنظر رکھ کر جو گزشتہ سالوں میں یورپ کے اِن عیسائی ممالک میں تعمیر ہوئی ہیں دیکھیں تو نو مسلموں کی یہ تعداد بہت تھوڑی ہے - جرمنی میں تعمیر شدہ اور زیرِ تعمیر مساجد کی مجموعی تعداد سات ہے - لندن، دی ہیگ، اور ہلسنکی میں بھی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا سوئٹزرلینڈ کے شہر زیورک میں بھی ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے -

"اِن مساجد میں سے اکثر مساجد گزشتہ تین سال کے عرصہ میں ہی تعمیر ہوئی ہیں یا انہیں تعمیر کرنے کی تجویز منصّہ شہود پہ آئی ہے - یہ مساجد اِس امر کی آئینہ دار ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشنوں (تبلیغِ اسلام کے مراکز) کا ایک جال پھیلایا جا رہا ہے - اِن مشنوں کے قائم کرنے والے مسلمانوں کے صفِ اوّل کے دو بڑے گروہوں یعنی شیعہ اور سُنّی فرقوں سے تعلق نہیں رکھتے - ان کا تعلق مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت سے ہے جنہیں بالعموم "بدعتی" سمجھا جاتا ہے - اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے - یورپ کی اکثر مساجد اِس جماعت نے ہی تعمیر کی ہیں - یہ جماعت آج سے ستّر سال قبل برصغیر پاک و ہند میں معرضِ وجود میں آئی تھی - اِس جماعت کے افراد کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے - اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ حقیقی اسلام کی علمبردار ہے - اپنے اِس دعویٰ کی رو سے

یہ نوعِ انسان کی فلاح اور دُنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔
احمدیہ تحریک اوّل و آخر ایک مشنری تحریک ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ہر خاندان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے میں سے کم از کم ایک فرد ایسا پیش کرے جو تبلیغِ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف رکھے۔ یہ عقل کو اپیل کرنے کی بنیاد پر اپنے مشن بالعموم اسلامی ممالک میں نہیں بلکہ افریقی ممالک میں اور ان میں سے بھی زیادہ تر مغربی افریقہ میں اور پھر یورپ اور امریکہ میں قائم کر رہے ہیں۔ ان کے یورپی مراکز زیورک، لندن، اور کوپن ہیگن میں قائم ہیں۔ ان میں سے زیورک کا مرکز وسطی یورپ اور اٹلی کے علاقہ کو کنٹرول کرتا ہے، لندن کے مرکز کا رابطہ سارے مغربی یورپ سے ہے، اور کوپن ہیگن کے مرکز کے دائرہ عمل میں شمالی یورپ کا تمام علاقہ شامل ہے۔

"ان اسلامی مشنوں کو اب تک جو کامیابی ہوئی ہے اسے کوئی عظیم یا نمایاں کامیابی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ڈنمارک کا نومسلم گروپ ۲۴ ڈینش مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ کوپن ہیگن میں جو دوسرے مسلمان رہتے ہیں وہ زیادہ تر عرب باشندے ہیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء کے دوران زیورک میں عیسائیوں کے علاوہ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے صرف ۱۵۷ باشندے شمار کئے گئے تھے۔ ان کا ایک قلیل حصہ اسلام سے تعلق رکھتا ہے۔ یورپ کی مساجد صرف اس غرض کے لئے ہی قائم نہیں کی گئی ہیں کہ مسلمان ان میں عبادت کریں بلکہ تبلیغ اسلام کی ساری مہم ان مساجد کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ مساجد سے ملحق کلب کے کمرے اور لائبریریاں وغیرہ بھی ہوتی ہیں تاکہ ان میں جماعت کے افراد باہم مل کر اپنی مساعی اور سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔ ....

"یورپ کے عیسائی ممالک میں اسلام کے یہ نمائندے بُدھ مت والوں کے برخلاف عیسائیت کا مقابلہ کرنے میں بہت پیش پیش ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ مسیح کی اصل تعلیم عہد نامہ جدید کے واسطہ سے تحریف کا شکار ہونے کے بعد بدلی ہوئی شکل میں آگے پھیلی ہے۔ یہ مسیح کی صلیبی موت کے نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس طرح سے یہ لوگ بائبل کے مندرجات اور عیسائی معتقدات کے بارہ میں نئی توجیہات پیش کر کے ناقص علم رکھنے والے سامعین اور قارئین کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جرمن زبان میں ان کی جو مطبوعات شائع ہوئی ہیں اُن میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام میں زمانۂ حال کے جدید مسائل کا پورا حل موجود ہے اور اسلام ہی

انسانی ضرورتوں کے مناسبِ حال وہ اکیلا مذہب ہے جو وسعتِ فکر، تعمیر و ترقی، اور آزاد خیالی کا علمبردار ہے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انہیں اسلامی روایات کی نئی تشریح کرنی پڑتی ہے۔ جرمنی میں مسلم طلبہ کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ کسی کا مسلمان ہونا ہر لحاظ سے بہتر اور اعلیٰ و افضل ہے۔ اسی طرح اُن پر واضح کیا جاتا ہے کہ تقدیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مستقبل میں جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ پہلے سے طے شدہ ہے اور یہ کہ مستقبل کے بارہ میں ہمیں چنداں فکر پالنے کی ضرورت نہیں۔ تقدیر کا یہ مفہوم ہرگز درست نہیں ہے۔ تقدیر کا عقیدہ نہ صرف یہ کہ سرگرمی اور جدو جہد سے منع نہیں کرتا بلکہ یہ بذاتِ خود نسبتاً زیادہ سرگرمی اور جدو جہد کا متحمل ہے۔

"جماعت احمدیہ نے قرآن مجید کا جو جرمن ترجمہ شائع کیا ہے اُس کے شروع میں ایک دیباچہ بھی درج کیا گیا ہے۔ یہ دیباچہ اپنے مندرجات کی رُو سے بائیبل اور عیسائیت کے خلاف ایک بھرپور حملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید کے ترجمہ میں الفاظ کے انتخاب کا خاص خیال رکھ کر یورپی دماغوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اسی لئے اس میں لفظی ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ اس کے باوجود اُس میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ عربی زبان ہی ایک ایسی زبان ہے جو گونا گوں اور یا یک دریا یک معانی و مطالب کے اظہار پر پوری قدرت رکھتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم اسلام قبول کریں تو ساتھ ہی ہمیں عرب ثقافت کو بھی قبول کرنا ہوگا۔ اس لحاظ سے ایک ایسا مسلمان جو عربی نہ جانتا ہو صحیح معنوں میں پورا مسلمان نہیں بن سکتا۔ اندریں حالات یورپ میں ان اسلامی مشنوں کا مقصد مشتبہ اور ناقابلِ یقین نظر آنے لگتا ہے۔ تاہم اگر یہ لوگ افریقہ میں ہی اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کریں تو یہ بات قرینِ قیاس ہوتے ہوئے سمجھ میں آسکتی ہے"۔

(Schweizer Evangelist, Zurich dated 7.10.1962)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" میں یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔"

(الحکم ۳۱ راگست ۱۹۰۱ء)

بچوں کا صفحہ

ایک بخیل نائی

بچو! بُخل بہت ہی بُری چیز ہے۔ بخیل وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو کبھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ ایسے شخص کا انجام ہمیشہ بہت بُرا ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بُخل سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بخیل کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اُس کا کیسا بُرا انجام ہوا۔ ہم تمہیں بھی وہ واقعہ سناتے ہیں۔

ایک نائی تھا۔ اُسے زخموں کو اچھا کرنے کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا نسخہ معلوم تھا۔ دُور دُور سے لوگ اُس کے پاس علاج کے لئے آتے تھے لیکن وہ تھا بڑا بخیل۔ کسی کو یہ نسخہ نہیں بتاتا تھا حتیٰ کہ اپنے بیٹے کو بھی اُس نے یہ نسخہ نہ بتایا۔ بیٹے نے بہتری منتیں کیں کہ آپ مجھے یہ نسخہ بتا دیں مگر وہ یہی جواب دیتا کہ مرتے وقت تمہیں بتاؤں گا ورنہ تم کسی اور کو بتا دو گے۔ بیٹے نے کہا کہ موت کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کس وقت آجائے آپ ابھی بتا دیں۔ مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور نسخہ نہ بتایا۔ آخر ایک دفعہ وہ بیمار ہوا اور حالت بہت نازک ہوگئی۔ بیٹا کہنے لگا اب تو آپ مجھے نسخہ بتا دیں۔ مگر اُس نے جواب دیا۔ میں ابھی مرتا نہیں اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر اور حالت خراب ہوئی تو بیٹے نے پھر منتیں کیں مگر اُس نے پھر یہی جواب دیا کہ کیا تو سمجھتا ہے کہ میں مرنے لگا ہوں۔ میں تو ابھی نہیں مرتا۔ وہ یہی جواب دیتا رہا یہاں تک کہ مرگیا اور اُس کا بیٹا جاہل کا جاہل ہی رہا۔

اب دیکھو وہ یہ نسخہ بیٹے کو اِس لئے نہیں بتاتا تھا کہ کہیں یہ دوسروں کو نہ بتا دے۔ یہی اُس کا بخل تھا۔ وہ مرتا مرگیا لیکن نسخہ نہ بتایا۔ ایک تو خلقِ خدا اُس سے محروم رہی دوسرے اُس کا اپنا بیٹا بھی یہ ہنر نہ سیکھ سکا اور اسے روٹی کمانی مشکل ہوگئی۔ اِس طرح اُس کے بخل کی وجہ سے دوسروں کو تو نقصان پہنچا ہی تھا اُس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کی زندگی خراب کر دی۔ نہ بخل کرتا اور نہ یہ بات ہوتی۔

انسان کو چاہیئے کہ بخل سے بچے۔ جو ہُنر، علم، مال و دولت خدا نے دیا ہے اُس سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے سے اپنے ہُنر، علم، اور مال و دولت میں برکت پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کے ہُنر، علم، اور مال و دولت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ جو بخل کرتا

ہے وہ برکت اور ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ آخر میں اسے نقصان اٹھانا پڑتا ہے

اللہ تعالیٰ احمدی بچوں کو بخل سے بچائے۔ وہ اپنے ہنر، اپنے علم اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے بنیں تاکہ ان سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے بندوں کو ہمیشہ ہی فائدہ پہنچتا رہے۔ آمین ✦

تُو اپنے کرم سے بڑھا دے ہمیں

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

پڑے سو رہے ہیں جگا دے ہمیں
مَرے جا رہے ہیں جِلا دے ہمیں

اِرادت کی راہیں دکھا دے ہمیں
محبّت کی گھاتیں سکھا دے ہمیں

جو پیار و دل کے کانوں میں کہتے ہیں لوگ
وہ میٹھی سی باتیں سُنا دے ہمیں

وہ کثرت پہ اپنی ہیں رکھتے گھمنڈ
تو اپنے کرم سے بڑھا دے ہمیں

ہیں رو رو کے آنکھیں بھی جاتی رہیں
مِری جان اب تو ہنسا دے ہمیں

(کلامِ محمود)

ماہنامہ "انصار اللہ" کی قیمت میں اضافہ

نومبر ۱۹۶۰ء میں ماہنامہ "انصار اللہ" کو جاری کرتے وقت اس کی قیمت صرف پانچ روپے سالانہ مقرر کی گئی تھی لیکن اس کے کاغذ و کتابت کے اعلیٰ معیار کو یہ قیمت کسی صورت میں بھی قائم نہیں رکھ سکتی تھی چنانچہ مجلس مرکزیہ کو ایک سال کے بعد ہی اس کی قیمت بڑھانے کے لئے شوریٰ ۱۹۶۱ء کے ایجنڈا میں تجویز رکھنا پڑی مگر شوریٰ ۱۹۶۱ء میں فیصلہ ہوا کہ قیمت بڑھانے کی بجائے اس کی اشاعت بڑھائی جائے۔ چنانچہ باوجود کوشش کے اس کی اشاعت اتنی وسیع نہ ہو سکی کہ یہ رسالہ خود کفیل ہو سکے مجبوراً امسال پھر شوریٰ کے ایجنڈا میں رسالہ کی قیمت بڑھانے کے لئے تجویز رکھنا پڑی۔ چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کی اشاعت بھی بڑھائی جائے اور چندہ بھی پانچ روپے سے بڑھا کر چھ روپے سالانہ کر دیا جائے تاکہ کسی حد تک رسالہ کی مالی مشکلات دور ہو سکیں۔ احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ وہ نومبر کے شمارہ سے اس حساب سے رسالہ کا چندہ بھجوائیں۔

رسالہ کی افادیت کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اسی افادیت کی وجہ سے یہ اپنی کم عمری کے باوجود بزرگان سلسلہ و قائدین کرام سے خراجِ تحسین حاصل کر چکا ہے اس کے فوائد کے مقابلہ میں یہ چھ روپے سالانہ چندہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا تمام احمدی احباب کو اس کی خریداری کی طرف فوری توجہ فرمانی چاہیئے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ۔ مرکزیہ)

انصار اللہ کا امتحان

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام انصار اللہ کا چوتھی سہ ماہی کا امتحان انشاء اللہ العزیز مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۶۲ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ نصاب حسب ذیل ہوگا:۔

(ا) قرآن کریم کے آخری پارہ کے دوسرے ربع کا ترجمہ۔

(ب) اس ربع میں سے کوئی سی دو سورتیں حفظ۔

انصار اللہ سے گزارش ہے کہ وہ اس امتحان کی تیاری فوراً شروع فرما دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرماویں عہدیداران انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار اللہ کو اس امتحان میں شامل فرماویں۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ)

فیصلہ جاتِ شوریٰ انصار اللہ ۱۹۶۲ء

مجلس شوریٰ انصار اللہ ۱۹۶۲ء نے مندرجہ ذیل تجاویز پاس کر کے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں آخری منظوری کے لئے بھجوائی تھیں۔ چنانچہ حضور نے مؤرخہ ۱۱/۱۱/۶۲ کو ان تجاویز کی منظوری عطا فرما دی ہے:-

۱۔ مشخصہ بجٹ آمد و خرچ برائے ۱۹۶۳ء	۳۴،۰۰۰ روپے

۲۔ ماہنامہ "انصار اللہ" کا سالانہ چندہ آئندہ چھ روپے سالانہ مقرر کر دیا جائے۔

۳۔ شوریٰ ۱۹۶۱ء کی پاس کردہ ترمیم ۱۳/۱ متعلق قاعدہ ۱۱۰/ب میں "مجالس ماتحت کو" کے بعد "اراکین سے" کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے۔

۴۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ اس قسم کا لٹریچر خاص طور پر لاکھوں کی تعداد میں شائع کرے جس میں احمدیت سے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کا مؤثر رنگ میں ازالہ کیا جائے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

انصار اللہ سے ایک سوال

صدر محترم مجلس انصار اللہ فرماتے ہیں:-

"جماعت احمدیہ ایک ایسی تحریک ہے جس کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف ہے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس تحریک کو ترقی دینے میں نہ صرف یہ کہ ہمیشہ کوشاں رہے بلکہ اس ترقی کو ہمیشہ زیرِ مطالعہ بھی رکھے۔"

لہٰذا مجلس انصار اللہ کے ناظمینِ ضلع، زعماء اعلیٰ اور زعماء سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ اُن کے حلقہ کی مجالس نے مالی لحاظ سے گزشتہ سال کی نسبت کیا ترقی کی ہے اور یہ کہ وہ ترقی تسلی بخش بھی ہے۔ کیا آپ کو علم ہے کہ مجلس مرکزیہ کا مالی سال ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء کو ختم ہو رہا ہے اور اس سے قبل ہر قسم کے بقایاجات کی وصولی ضروری ہے۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ایمان کا ایک ذرہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے
کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''سو اٹھو ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک اور بےسود ورقوں کو جلاؤ کہ ایمان سے تم کو برکتیں ملیں گی - ایمان کا ایک ذرہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے - اور ایمان سے صرف آخری نجات نہیں بلکہ ایمان دنیا کے عذابوں اور لعنتوں سے بھی چھڑا دیتا ہے - اور روح کے تحلیل کرنے والے غموں سے ہم ایمان ہی کی برکت سے نجات پاتے ہیں - وہ چیز ایمان ہی ہے جس سے مومن کامل سخت گھبراہٹ اور قلق اور کرب اور غموں کے طوفان کے وقت اور اس وقت کہ جب ناکامی کے چاروں طرف سے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور اسباب عادیہ کے تمام دروازے مقفل اور مسدود نظر آتے ہیں مطمئن اور خوش ہوتا ہے - ایمان کامل سے سارے استبعاد جاتے رہتے ہیں اور ایمان کو کوئی چیز ایسا نقصان نہیں پہنچاتی جیسا کہ استبعاد - اور کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان - دنیا میں ہر یک ماتم زدہ ہے مگر ایماندار - دنیا میں ہر یک سوزش اور حرقت اور جلن میں گرفتار ہے مگر مومن - اے ایمان کیا ہی تیرے ثمرات شیریں ہیں - کیا ہی تیرے پھول خوشبودار ہیں - سبحان اللہ کیا عجیب تجھ میں برکتیں ہیں - کیا ہی خوش نور تجھ میں چمک رہے ہیں - کوئی ثریا تک نہیں پہنچ سکتا مگر وہی جس میں تیری کششیں ہیں - خدا تعالیٰ کو اب یہی پسند آیا کہ اب تو آوے اور فلسفہ جاوے - ولارادلفضلہ،، .

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۳)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ہؤا